حسنِ مصطفیٰ
حبیب اللہ اویسی
ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ۰ پاکستان

حُسنِ مُصطفٰی

مصنف

حبیب اللہ اویسی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔کراچی پاکستان

نام کتاب	حسن مصطفیٰ ﷺ
مصنف	حبیب اللہ اویسی
تاریخ اشاعت	جنوری 2005ء
تعداد	ایک ہزار
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
کمپیوٹر کوڈ	1Z451
قیمت	-/50روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون: 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

انتساب

بحضور رحمۃ للعالمین ﷺ

جن کی بندہ پروری سے میری دنیا اور آخرت

کی خیر ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرض مؤلف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا پورا پورا بیان کرنا ناممکن ہے کہ وہ حسن ازل یعنی حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو الفاظ کے پیکر میں نہیں ڈھالا جاسکتا۔ لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جمال جہاں آرا کے حسین جلووں کو اپنے اپنے زاویہ نگاہ سے دیکھا۔ ان کی نگاہوں میں جس قدر تاب نظارہ تھی اس قدر کمالات معنوی اور حسن و جمال ظاہری کا مشاہدہ کیا۔ یہ رخ زیبا کا نظارہ کرانے والے کا فیض تھا جس نے اپنے حسین جلووں کو عام کیا۔ ورنہ دیکھنے والے کی کیا مجال کہ وہ چشم سر سے حسن بے کیف کو دیکھ سکے۔ میری یہ بات اس لئے سچ ہے کہ حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چشم سر سے سب نے دیکھا مگر چشم بصیرت سے چند خوش نصیب نفوس قدسیہ نے دیکھا۔ ان میں اکثر حسن ازل یعنی حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں کھو گئے۔ کہ حسن و جمال شاہ خوباں کو الفاظ کے پیکر میں تعبیر نہ کرسکے۔ ان میں سے بہت کم تھے جو حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیاء پاشیوں کو جذب کرنے کی تاب وتواں رکھتے تھے اور انہیں زبان ترجمان الٰہی کے فیضان سے فصاحت و بلاغت کے میدان میں جادہ پیمائی کا حصہ وافر ملا تھا۔ انہیں اذن مدحت سرائی ملا۔ ان میں سے خوش بخت نفوس یہ ہیں: علی مرتضیٰ، ہند بن ابی ہالہ، ام معبد، سیدہ عائشہ، ام سلمہ، انس بن مالک اور جابر بن سمرہ وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین۔

میں نے اس کتاب مستطاب موسوم بہ حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تالیف کے مشکل کام کو کر گزرنے کی جسارت کی۔ میں اس قابل کہاں تھا۔ میری زبان میں فصاحت و بلاغت تھی نہ میرے الفاظ میں شیرینی۔ بس یہ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دامن کو ہر مرحلے میں تھامے رکھا۔ ان کے مشاہدات کو من وعن لکھ دیا اور ان کے مدلول و مفہوم کو حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اردو کے پیکر میں ڈھال دیا۔

میں اس کرم کے کہاں تھا قابل
یہ سب ان کی بندہ پروری ہے

میں سمجھتا ہوں اور میرا یقین ہے کہ یہ سب کچھ میرے شفیق استاذ اور میرے شیخ کریم خواجہ امام بخش اویسی رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان الاولیاء سیدی محمد سلطان بالا دین اویسی رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی فیضان ہے۔ جو اس بات سے ظاہر ہے کہ جب میں نے حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسودہ تیار کر لیا تو اس کے اقتباسات صاحب زادہ میاں غلام محی الدین زاد سعادۃ لخت جگر محبّ رسول ایزد بخش اویسی رحمۃ اللہ علیہ کو سنائے۔ تو موصوف حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلووں سے مسحور ہوئے۔ فرمایا کہ کتاب حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طباعت واشاعت کی سعادت میں حاصل کروں گا۔ چنانچہ آپ نے حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طباعت واشاعت کر کے جمالِ جہاں آرا کی ضیاباریوں سے مشتاقانِ حسن ازل کو لذت آشنا کیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں آپ کی مساعی جمیلہ کو قبولیت بخشے اور حسن ازل کے جلووں کو عیاں دیکھنے کی تاب وتواں ارزانی فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

محمد حبیب اللہ اویسی

تقریظ

تقریظ سعید از قلم سیدی نور نظر سلطان الاولیاء حافظ محمد نظام الدین دامت برکاتہ سجادہ نشین آستانہ اویسیہ سلطانیہ شاہ پور شریف۔ براستہ حاصل پور، ضلع بہاولپور، پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

استاذ محترم حضرت مولانا حبیب اللہ اویسی صاحب مدظلہ کی تالیف لطیف (حسن مصطفیٰ) صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ کتاب نادر اور انوکھے عنوان کے اعتبار سے ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ حضرت موصوف نے روایات معتبرہ اور صحیح احادیث مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتسلیم اور اسلاف کے منظوم ومنثور گلہائے عقیدت سے جس حسین انداز سے حسن ازل یعنی جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوبصورت ودلنشیں الفاظ کے سانچے میں ڈھالا ہے یہ انہیں کا حصہ اور طرۂ امتیاز ہے۔ جو حب رسول اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور وسیع مطالعہ اور تبحر علمی کے بغیر ممکن نہیں۔

اسی موضوع پر قلم زنی کرنے سے بڑے بڑے لکھاری، اہل قلم، فصاحت وبلاغت کے خوگر، دریائے معرفت کے غواص سلطان خوبان خسرو نازنیناں کے حضور اپنی عاجزی کا یوں اظہار کرتے ہیں۔ حضرت جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

ندانم کدامی سخن گویمت　　　اعلیٰ تری زانچہ من گویمت

کئی اور شخصیات اپنی کم مائیگی پیش کرتے ہوئے عرض پیرا ہوئیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اوصاف کریمانہ کو احاطۂ قلم میں لانا ممکن نہیں۔

خلاق ازل نے اسی حسن کے تاجدار کو اپنی تخلیق کا شاہکار بنا کر اور کمال قدرت سے سجا کر یوں ارشاد فرمایا: ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ

انہیں ایک بار نہیں بار بار دیکھیں تمہاری آنکھیں تو خیرہ ہوسکتی ہیں وہاں کوئی نقص نظر نہیں آئے گا۔ اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت نے فرمایا:

وہ کمال حسن حضور ہے   کہ گمان نقص جہاں نہیں

اسی حسن ازل کی رعنائیاں تھیں کہ عرب کے صحراء نورد، بادیہ نشیں بارگاہ جمال مصطفوی میں باریاب ہوتے تو دل کی دنیا میں عظیم تلاطم پیدا ہو جاتا اور یوں صدائیں بلند ہوتیں ۔

گیسوئے تابدار کو اور بھی تابدار کر   ہوش وخرد شکار کر، قلب ونظر شکار کر

شعر وسخن کی دنیا کے بڑے بڑے نامدار تخیل کے بحر عمیق میں غوطہ زنی کرنے والے اسی انمول جوہر حسن کی جولانیوں میں کھو کر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے:

غالب ثناء خواجہ بہ یزداں گذاشتیم   کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

یہ کتاب، حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عاشقان جمال حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عظیم تحفہ ہے اور گراں قدر سرمایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قارئین کرام کو حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیاء پاشیوں سے سرفراز فرمائے اور حضرت مولانا صاحب موصوف مدظلہ کے لئے نجات اخروی کا موجب بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

حافظ محمد نظام الدین اویسی

آستانہ اویسیہ سلطانیہ شاہ پور شریف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

عرصہ سے یہ تمنا تھی کہ در یکتا سید عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریفہ آسان اور سلیس اردو زبان میں عام مسلمانوں کے لئے لکھا جائے جو گلشن قدس کے شگفتہ اور مہکتے پھول کے حسن و جمال اور عنبرین قدسی خوشبو سے دماغ کو معطر اور قلب ونگاہ کی تازگی اور بالیدگی کا ذریعہ بنے۔ چنانچہ اپنی علمی کم مائیگی اور زبان وبیان کی کوتاہ دامنی کے باوجود اس حسین موضوع کے بحر بے کراں میں کود جانے کی جسارت کر ڈالی۔ دل میں صرف ایک چمکتی امید کی کرن تھی اور وہ تھی حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دامن مبارک کو اس موضوع کی تکمیل تک ہر حال میں تھامے رکھنا۔ ایسا ہوا کہ ان نفوس قدسیہ کے دامن کے سایوں میں رہتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا کو جس طرح انہوں نے بیان کیا ہے۔ ان کے الفاظ میں من وعن بیان کیا جائے اور ان کی روشنی میں اردو زبان میں ترجمہ کیا جائے۔ چنانچہ پوری احتیاط کے ساتھ مفہوم ومدلول پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر کہیں میری علمی کم مائیگی محسوس ہو تو اصلاح فرما کر میری کوتاہی کو درگزر فرمایا جائے۔ موضوع کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے یہی کہا جاسکتا ہے:

داماں نگہ تنگ وگل حسن تو بسیار   گل چین بہار تو ز داماں گلہ دارد

اس کتاب میں نبی اکرم ﷺ کے سرتاپا کو الگ الگ عنوان کے تحت بیان کیا گیا ہے جبکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے مشاہدہ کے مطابق مجموعی طور پر بیان کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ احادیث سے عنوان کی مناسبت سے شہ پارے چن لئے ہیں اور انہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حوالے سے سلک بیان میں منسلک کر دیا ہے۔ روایتی طریقہ چھوڑ کر نیا انداز اختیار کیا ہے۔ مثلاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

لَم یکن رسول اللہ بالطویل الممغط (الحدیث)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لمبے تھے"۔ الخ۔

صاحب علم حضرات عربی شہ پاروں سے لذت آشنا ہوں اور اردو جاننے والے صرف اردو پڑھیں تو عبارت میں تسلسل اور تناسق پائیں گے۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ سیرت طیبہ کی طرح صورت طیبہ کے موضوع میں بے کراں وسعت ہے، جس کا احاطہ کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ اس لئے حلیہ شریف کے موضوع میں یہ اہتمام کیا ہے کہ مستند اور صحیح روایات لکھی جائیں اور صرف سرتاپا کی ساخت اور بناوٹ تک ذکر کو محدود رکھا جائے۔ جو عام مسلمانوں کے لئے مفید اور باعث سعادت ہو۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پڑھنے اور سمجھنے والوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد حبیب اللہ اویسی

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حلیہ مبارک سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

الحمد لله حق حمده والصلوة والسلام على رسوله الكريم الذى هو فخم ومفخم واحسن خلق الله خلقا و خلقة و على آله واصحابه الكرام احسانًا واتباعًا۔ اما بعد فيقول العبد الضئيل۔ محمد حبيب الله اويسى الملتجى الى اكرم الخلق محمد صلى الله عليه وسلم

نبی اکرم ﷺ کا رخ انور جمال الٰہی کا آئینہ ہے اور اللہ عزوجل کے لامتناہی انوار کا مظہر ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے بدن شریف کی تخلیق نہایت اعلیٰ و اکمل درجہ پر کی ہے۔ آپ کے بدن شریف کا حسن اعتدال اور موزونیت بے مثل اور بے مثال ہے۔ چنانچہ آپ کی مثل آپ سے پہلے اور بعد کوئی آدمی تخلیق نہیں ہوا ہے اسی لئے آپ کے مدحت سرا کو کہنا پڑا کہ میں نے آپ سے پہلے اور بعد آپ کی مثل کبھی کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

واحسن منك لم ترقط عين　　واجمل منك لم تلد النساء

"آپ سے زیادہ حسین کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ جمیل کسی عورت نے جنم نہیں دیا"۔

اس قسم کی عبارت سے کہ میں نے فلاں جیسا کبھی نہیں دیکھا ہے۔ اس کے مثل نہ ہونے میں مبالغہ مقصود ہے۔ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ میں مبالغہ نہیں۔ اس لئے کہ وہاں کمال حسن و جمال تعبیر سے باہر ہے۔ حضرت عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ "ہر شخص یہ اعتقاد رکھنے کا مکلف ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک جن اوصاف جمیلہ کے ساتھ متصف ہے کوئی دوسرا ان اوصاف میں حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہیں ہوسکتا اور یہ محض اعتقادی چیز نہیں ہے۔ سیر واحادیث و تواریخ کی کتابیں اس سے لبریز ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے کمال باطنیہ کے ساتھ جمال ظاہری بھی علی الوجہ الاتم عطا فرمایا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شاہ خوباں کے جلوؤں کو دیکھنے کے لئے بے تاب رہتے تھے۔ ایک انصاریہ عورت جس کا باپ، بھائی اور خاوند جنگ احد میں شہید ہوگئے، نے نہایت بے تابی سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خیریت سے ہیں؟ تو اسے بتایا گیا جس طرح تو چاہتی ہے الحمدللہ خیریت سے ہیں۔ کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور دکھا دیجئے۔ جونہی رخ انور کو دیکھا تو کہنے لگی:

کل مصیبة بعدك جلل

''آپ کے دیدار کے بعد سب مصیبتیں ہیچ ہیں''۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بستر مرگ پر ہیں آپ کی صورت نزع دیکھ کر آپ کی زوجہ رضی اللہ عنہا فرط غم میں کہنے لگیں: ''واحزناہ'' ہائے غم! سن کر فرمایا کہ

واطرباہ غدا القی الاحبة محمدا وحزبه

''وشاواہ کل میں اپنے محبوبوں کو ملوں گا یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو''۔

خلاصہ یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار تھے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حسین وجمیل ہیں۔ اس لئے آپ کے حسن کا تقاضا یہ ہے کہ آپ سے بے حد محبت کی جائے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

من راٰہ بدیھة ھابه ومن خالطه معرفة احبه یقول ناعته لم أر قبله وبعده مثله۔

آپ کو جو شخص یکا یک دیکھتا مرعوب ہو جاتا تھا۔ یعنی آپ کا وقار اس قدر زیادہ تھا کہ اول وہلہ میں دیکھنے والا رعب کی وجہ سے ہیبت میں آجاتا تھا۔ جمال وحسن کا رعب اور کمالات کا اضافہ شوکت ودبدبہ میں مزید اضافہ کر دیتا۔ اور جو شخص پہچان کر میل جول کرتا

آپ کے کریمانہ اوصاف جمیلہ کا گھائل ہو کر آپ کو محبوب بنا لیتا تھا۔ آپ کا سراپا بیان کرنے والا صرف یہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے اس شاہ خوباں صلی اللہ علیہ وسلم جیسا باجمال و باکمال آپ سے پہلے دیکھا نہ بعد میں دیکھا۔ صلی اللہ علی حبیبه۔

آپ کے بدن شریف کے محاسن پر ایمان لانا واجب ہے۔ اسی وجہ سے محمد رسول اللہ ایمان کی اساس ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بدن وروح کا مجموعہ ہیں اور وہی بتمامہ رسول اللہ پر ایمان لانا مومن بناتا ہے۔ جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل و شمائل عظمت وجلالت کا مظہر ہیں۔ اسی طرح آپ کا بدن شریف اور صورت طیبہ کامل حسن و جمال کی آئینہ دار ہے۔ حضرت محمد البوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فھو الذی تم معناہ وصورته   ثم اصطفاہ حبیبًا باری النسم

''آپ وہ ذات اقدس ہیں جن کی سیرت وصورت کامل ہے۔ تب خالق کائنات نے آپ کو اپنا حبیب منتخب کیا''۔

منزہ عن شریك فی محاسنه   فجوھر الحسن فیه غیر منقسم

''آپ اپنی خوبیوں میں شریک سے پاک ہیں۔ پس آپ کا جوہر حسن تقسیم نہیں ہوسکتا''۔

یعنی آپ وہ اشرف الانبیاء ہیں کہ جن کا باطن کمالات میں اور جن کا ظاہر صفات حمیدہ میں کامل ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا حبیب منتخب کیا۔ محاسن میں کوئی آپ کا شریک نہیں۔ لہٰذا آپ کے حسن کامل کی حقیقت غیر منقسم ہے یعنی آپ کے اور کسی غیر کے درمیان منقسم نہیں بلکہ کامل طور پر کامل صفات آپ سے مختص ہیں۔ اگر صفات منقسم ہوتیں تو آپ کو ایک حصہ ملتا۔ اس صورت میں آپ کا حسن تام نہ ہوتا جو نقص ہے اور نقص عیب ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیب اور نقص سے مبرا اور پاک ہیں۔ مداح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

خلقت مبرأ من کل عیب   کانك قد خلقت کما تشاء

"آپ ہر عیب سے مبرا اور پاک پیدا کئے گئے۔ گویا آپ جس طرح چاہتے تھے
پیدا ہوئے"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کو پورا پورا دیکھنا طاقت بشری سے ماوراء
ہے۔ اگر چہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے سید المرسلین
کے حسن و جمال کا نظارہ کرنے کی صلاحیت و استعداد نصیب تھی لیکن پورے حسن و جمال کو
دیکھنے کی تاب نہ تھی علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

لم یظهر لنا تمام حسنه صلی الله علیه وسلم لانه لو ظهر
تمام حسنه لما اطاقت اعیننا رویته صلی الله علیه وسلم

"ہمیں نبی اکرم ﷺ کا سارا حسن و جمال نہیں دکھایا گیا اگر آپ کا پورا پورا حسن و
جمال ظاہر کر دیا جاتا تو ہماری نگاہیں تاب حسن نہ لاتیں اور خیرہ ہو جاتیں"۔

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

حضرت محمد البوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اعیا الوری فهم معناه فلیس یری   للقرب والبعد منه غیر منفحم

"آپ کی حقیقت کی معرفت نے خلقت کو عاجز کر دیا ہے پس قرب و بعد دونوں
حالتوں میں بجز عجز کے کچھ حاصل نہیں ہوتا"۔

کالشمس تظهر للعین من بعد   صغیرة وتکل الطرف من امم

"مثل آفتاب کے جو آنکھوں کو دور سے چھوٹا دکھائی دیتا ہے اور نزدیک سے آنکھ کو
چندھیا دیتا ہے"۔

تمام خلقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہے کوئی شخص خواہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب زمانے یا مکان، بعید زمانے یا مکان میں ہو آپ صلی اللہ علیہ
وسلم کی حقیقت کو عالم شہود (دنیا) میں نہیں سمجھ سکتا۔ البتہ آخرت میں کشف حجاب کی صورت

میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کا ادراک ہو جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال
بلحاظ ظہور آفتاب کی سی ہے جو زمین سے تیرہ لاکھ گنا بتایا جاتا ہے مگر اس کی حقیقت معلوم
کرنا مشکل ہے۔ اگر دور سے دیکھو تو شیشے یا ڈھال کی مقدار نظر آتا ہے اور نزدیک (اگر
فرض کیا جائے) بہت بڑا ہونے کی صورت میں آنکھوں کو چندھیا دیتا ہے۔ پس بوجود کمال
کے اس کی حقیقت کا ادراک نہیں ہو سکتا گو دور سے دکھائی دیتا ہے۔ اسی طرح نبی اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم کے کمالات ظاہری اور معنوی کی حقیقت کا ادراک نہیں کیا جا سکتا۔ اگر چہ ان
کمالات کی صورت مشاہدے میں آتی ہے اور اس بیان کو واضح کرنے کے لئے محمد البوصیری
رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصیدے ہمزیہ مدحیہ میں یوں مثال دی ہے:

انما مثلوا صفاتك للناس   كما مثل النجوم الماء

"انہوں نے لوگوں کو تیری صفات کی صرف صورت دکھائی ہے جیسا کہ پانی
ستاروں کی صورت دکھاتا ہے"۔

یعنی شاہ خوباں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات جو مداحوں نے بیان کی ہیں وہ نفس
الامر میں آپ کی صفات کی حقیقت نہیں کیونکہ ذات مقدس کی طرح آپ کی صفات کی
حقیقت بھی بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ اس کی مثال پانی اور ستاروں کی سی ہے۔ پانی
میں ستاروں کی صورت نظر آتی ہے مگر وہ صورت ستاروں کی حقیقت نہیں ہوتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال دیکھنے کی استعداد و صلاحیت اسے نصیب
ہوتی ہے جس میں ایمان کا نور موجود ہو۔ اور شاہ خوباں صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سینہ معمور
ہو۔ ورنہ ایں محال است و جنوں۔ بوجود جمال جہاں آرا کی عام جلوہ گری کے کفار کو اس
سعادت سے محروم کر دیا گیا ہے۔ وہ بوجود دیکھنے کے نہیں دیکھ سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

تَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ

"آپ انہیں ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ وہ (کفار) آپ کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ
نہیں دیکھ رہے"۔

چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فیض رسالت مآب سے عطا شدہ صلاحیت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کو دیکھا اور اسے اپنی استعداد کے مطابق بیان کر دیا۔ جس نے جس زاویہ نگاہ سے دیکھا اور جس قدر دیکھا اسے پورا پورا بیان کیا۔ لیکن نور مجسم کی پوری تصویر کشی کوئی نہ کر سکا۔ کسی نے حسن و جمال کا بعض حصہ بیان کیا۔ کسی نے رخ انور کی چمک دمک بتائی۔ کسی نے قد رعنا کی تصویر کشی کی۔ کسی نے زلف عنبریں کے پیچ و خم ذکر کئے۔ کوئی دندان مبارک کی نورانی شعاعوں سے مسحور ہوا اور کوئی ناک مبارک کے نورانی جلوؤں کو دیکھتا رہ گیا۔

ان نفوس قدسیہ نے امت مسلمہ پر احسان کرتے ہوئے اپنے اپنے مشاہدات کو بیان فرمایا جو نہایت صحیح طرق سے اہل اسلام تک پہنچے ہیں جو ترتیب وار اعضاء مبارکہ کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زبانی احاطہ تحریر میں آپ کے پیش نظر ہیں اور ان کا ترجمہ مسلسل اردو زبان میں پیش خدمت ہے اسے پڑھیں، یاد کریں اور بے شمار سعادتیں سمیٹیں۔ حلیہ شریف کو پڑھنا اور دل و دماغ میں جاگزیں کرنا بے شمار فوائد اور منافع کا حامل ہے اور آپ کے حسن و جمال کا تصور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قرب و حاضری کا قریب ترین ذریعہ ہے۔ ہر وقت صورت طیبہ کو پیش نظر رکھنا دارین کی بھلائی کا سامان ہے۔

شریف ناتواں کی آرزو ہے مرتے دم
یا رب نظر آئے کہیں نقشہ سراپائے محمد کا
تیرے فروغ جمال کی تابشیں مجھے یہ بتا رہی ہیں
کہ تیری صورت میں تیری سیرت کی طلعتیں جگمگا رہی ہیں
خدا کو مانا دیکھ کر تجھ کو، شان جمیل تو ہے
خدا کی ہستی پہ میرے نزدیک سب سے روشن دلیل تو ہے

منظوم حلیہ مبارک

از زبان گوہر فشاں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

جميل المحيا ابيض الوجه ربعة
جليل كراديس ازج الحواجب

"خوش رو، گوری رنگت، میانہ قامت، چوڑے شانے و مفاصل اور گھنے ابرو والے"۔

صبيح مليح ادعج العينين اشكل
فصيح له الاعجام ليس بشائب

"خوش رنگ، چہرے پر ملاحت، کشادہ چشم، خندہ جبیں و زبان کے فصیح جس میں لکنت یا عجز بیانی کا شائبہ تک بھی نہیں"۔

واحسن خلق الله خلقا وخلقة
وانفعهم للناس عند النوائب

"اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں حسن وصورت اور حسن سیرت دونوں اعتبار سے کامل ترین فرد اور مصائب کے وقت لوگوں کیلئے سب سے زیادہ نفع بخش اور کارآمد"۔

واجود خلق الله صدرا ونائلا
وأبسطهم كفا على كل طالب

"اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ سخی اور کشادہ صدر، دل کے بڑے اور ہر مانگنے والے کے لئے ان کے ہاتھ کشادہ اور جود و سخا کا سرچشمہ"۔

واعظم حر للمعالى نهوضه
الى المجد سامى للعظام خاطب

''شریف زادوں میں بلند ترین اور بلند حوصلہ، طلب امور کو حاصل کرنے کی پوری ہمت وعزیمت کے مالک، بلند سے بلند مرتبہ کے طالب اور حق دار''۔

فأشهد ان الله ارسل عبده
بحق ولا شیء هناك برائب

''لہٰذا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندۂ خاص کو حق کے ساتھ مبعوث کیا جس کے اعمال میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے''۔

اقوی دلیل عند من تم عقله
علی ان شرب الشروع اصفی المشارب

''ایک صاحب عقل کے نزدیک سب سے زیادہ مضبوط دلیل اس بات کی کہ شریعت اسلام کا چشمہ سب سے زیادہ پاک صاف ستھرا چشمہ ہے''۔

مکارم اخلاق و اتمام نعمة
نبوة تالیف و سلطان غالب

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اخلاقی بلندیاں بدرجہ اتم موجود ہیں اور اللہ کی نعمت کی تکمیل ان پر کر دی ہے ایسی نبوت عطاء ہوئی جس نے دلوں کو جوڑا اور وہ قوت عطا ہوئی جو غالب ہو کر رہی''۔

براهین حق اوضحت صدق قوله
رواها ویروی کل شب و شائب

''وہ روشن دلائل ملے جن نے آپ کے قول کی تصدیق کی اور جن کی روایات ہر جوان اور بوڑھے نے ایک دوسرے سے کی اور برابر روایات کرتے رہے''۔

کم من مریض قد اشفیٰ دعاءه
وان کان قد اشفیٰ لوجبة واجب

''کتنے ایسے مریض تھے جنہوں نے آپ کی دعا سے شفا پائی جو ایک وقت کی

خوراک سے بھی محروم تھے''۔

ودرت له شاة ام معبد
حلیباً ولا تسطاع حلبة حالب

''ام معبد کی بکری آپ کے دست کرم کی برکت سے دودھ کی دھار بہانے لگی۔ جس کے تھن سے ایک قطرہ دودھ نکلنے کی توقع نہیں تھی''۔

وقد ساخ فی ارض حصان سراقة
وفیه حدیث عن براء بن عازب

''سراقہ بن مالک بن جعشم کے گھوڑے کے قدم زمین میں دھنس گئے۔ اس بارے میں حضرت براء بن عازب کی حدیث شاہد عدل ہے''۔

وقد فاح طیباً کف من مس کفه
وما حل رأساً جس شب الذوائب

''جس نے بھی آپ کے دست مبارک کو چھوا وہ خوشبو سے مہک اٹھا جس سر پر آپ نے دست شفقت پھیرا وہ کبھی سفید نہیں ہوا''۔

وسماه رب الخلق اسماء مدحة
تبین ما اعطی له من مناقب

''اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدح اور ثناء کے محبت بھرے ناموں سے پکارا جن سے آپ کے اوصاف حمیدہ اور مناقب جلیلہ کا اظہار ہوا''۔

رؤف رحیم احمد و محمد
مقفی ومفضال یسمی بعاقب

''آپ کے اسماء گرامی رؤف ورحیم واحمد اور محمد ہیں جو قرآن حکیم میں مذکور ہیں اور مقفی اور مفضال اور عاقب ہیں اور یہ تین اسماء شریفہ احادیث میں مذکور ہیں''۔

قامت زیبا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قامت زیبا کے لحاظ سے گویا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گلشن قدس کا شگفتہ نہال تھے اور چمن انسانیت کے ایک موزوں سرو تھے۔ مداحان رسالت مآب نے آپ کے قد رعنا کو یوں بیان کیا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نہ نہایت دراز قد تھے اور نہ کوتاہ قامت بلکہ میانہ قامت اور مائل بہ درازی تھے۔ حدیث شریف میں ہے:

کان صلی اللہ علیہ وسلم ربعة من القوم لا بائن من طول
لا تقتحمه عین من قصر۔ غصن بین غصنین (شمائل ترمذی)

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں درمیانہ قد تھے زیادہ طویل نہ تھے اور نہ کوتاہ قد کہ کوئی دیکھنے والی آنکھ قد کی کوتاہی کو محسوس کرتی۔ گویا آپ دو شاخوں کے مابین ایک موزوں شاخ تھے"۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان اطول من المربوع واقصر من المشذب (شمائل ترمذی)

"آپ کا قد مبارک متوسط قد والے آدمی سے کسی قدر طویل تھا اور لمبے قد والے سے پست تھا"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالطویل الممغط
ولا بالقصیر المتردد (شمائل ترمذی)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ زیادہ پست قد"۔

نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لیس بالذاھب طولاً وفوق الربعة اذا جاء مع القوم غمرھم

"آپ زیادہ لمبائی کی طرف مائل نہ تھے اور متوسط قد والے آدمی سے کچھ زیادہ

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ ہوتے تو لوگوں پر چھا جاتے۔ وہ آپ کے سامنے پست اور کوتاہ قامت معلوم ہوتے"۔

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ربعة لاتشنوه من طول ولا تقتحمه من قصر۔ غصن بین
غصنین فهو انضر الثلاثة منظرا واحسنهم قدراً

"ایسا میانہ قد جس میں نہ قابل نفرت درازی، نہ حقارت آمیز کوتاہی اگر دو شاخوں کے درمیان ایک اور شاخ ہو تو وہ دیکھنے میں ان تینوں شاخوں میں سے زیادہ تروتازہ دکھائی دے اور قدر و قیمت میں ان سب سے زیادہ بہتر اور خوش منظر ہو"۔

حضرت عائشہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

"جب آپ تنہا ہوتے تو معتدل القامت نظر آتے، جب لوگوں میں جلوہ گر ہوتے تو سب سے بلند نظر آتے۔ اگر دو دراز قد آدمیوں کے درمیان ہوتے تو ان ہر دو سے بلند قامت معلوم ہوتے۔ جب وہ آپ سے الگ ہو جاتے تو آپ معتدل القامت نظر آنے لگتے۔ جب آپ مجلس میں رونق افروز ہوتے تو آپ کے دونوں کندھے مبارک مجلس میں حاضر لوگوں سے بلند ہوتے"۔

مولانا غلام امام شہید فرماتے ہیں:

قد رعنا کی ادا جامہ زیبا کی پھبن — سرمہ چشم غضب ناز بھری چتون
وہ عمامے کی سجاوٹ وہ جبیں روشن — اور وہ مکھڑے کی تجلی وہ بیاض گردن
وہ عمامہ عربی اور وہ نیچا دامن — دلربایانہ وہ رفتار وہ بے ساختہ پن
مردہ بھی دیکھے تو کر چاک گریباں کفن — اٹھ چلے قبر سے بے تاباں زباں پر یہ سخن
مرحبا سید مکی مدنی العربی — دل و جان باد فدائت چہ عجب خوش لقبی

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبك خیر الخلق كلهم

سایہ نہ تھا

امی و نکتہ دان عالم بے سایہ و سائبان عالم

خلیفہ راشد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر پڑتا ہوا نہ پا کر عرض کرتے ہیں:

ان اللہ ما اوقع ظلك على الارض لئلا يضع انسان على ذلك الظل۔(مواہب لدنیہ)

''اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر اس لئے نہیں ڈالا تا کہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ رکھ دے''۔

حضرت ذکوان تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم لم يكن يرى له ظل فى شمس ولا فى قمر (ترمذی)

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ دھوپ اور چاندنی میں کبھی نہیں دیکھا گیا''۔

اسی حدیث کے تحت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وما ذكر من أنه كان لاظل لشخصه فى شمس ولا فى قمر لانه كان نوراً وأن الذباب كان لا يقع على جسده ولا على ثيابه

''آپ کے دلائل نبوت میں یہ بات مذکور ہے کہ آپ کے جسم انور کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا نہ چاندنی میں اس لئے کہ آپ سراپا نور تھے۔ نیز مکھی آپ کے جسم اور لباس پر نہ بیٹھتی تھی۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ''

او را صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نبود، در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است۔ چوں لطیف تر از وے صلی اللہ علیہ وسلم در عالم نباشد او را سایہ چہ صورت دارد (مکتوبات)

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ کیونکہ عالم شہادت میں ہر شخص کا سایہ اس سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم انور سے زیادہ لطیف کوئی جسم جہاں میں نہیں ہے۔ پھر اس کے بعد آپ کا سایہ کیونکر ہو سکتا ہے؟''

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

یہ بات مشہور ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اس لئے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرتا پا نور ہی نور تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں ظلمت نام کو بھی نہ تھی اس لئے آپ کا سایہ نہ تھا۔ کیونکہ سایہ کے لئے ظلمت لازمی ہے۔شکر النعمۃ

جسمت نہ داشت سایہ والحق چنیں سزد
زیرا کہ بود جوہر پاکت ز نور حق

آپ کے جسم کا سایہ نہ تھا۔ حقیقتاً سزاوار اسی طرح ہے۔ کیونکہ آپ کی حقیقت پاک نور حق سے متجلی ہے۔

مولای صل وسلم دائما ابدًا
على حبيبك خير الخلق كلهم

سر مبارک

جس کے آگے سرسروراں خم رہیں   اس سرتاج رفعت پہ لاکھوں سلام

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم عظیم الهامة

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک بڑا تھا''۔(شمائل ترمذی)

حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم عظیم الهامة

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک بڑا تھا''۔(شمائل ترمذی)

یہ بات ذہن میں رکھیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارک میں بصورت اتم اعتدال اور تناسب پایا جاتا تھا۔ موزونیت اس حد کہ ہر عضو کا حسن اعتدال دوسرے عضو کے تناسب سے ہم آہنگ تھا۔ پورا جسم حسین تناسب اور توازن کا پیکر تھا۔ حکماء کہتے ہیں کہ بزرگی سروفور عقل اور جودت فکر پر دلالت کرتی ہے۔

نہ کوئی اس کا مشابہ ہے، نہ ہمسر، نہ نظیر
نہ کوئی اس کا مثل نہ مقابل نہ بدل

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا
علی حبیبك خیر الخلق کلهم

موئے مبارک

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

شعر بین شعرین لا رجل ولا سبط ولا جعد قطط، کان بین اذنیه وعاتقه واخری الی انصاف اذنیه

''دو بالوں کے درمیان ایک بال یعنی نہ تو بالکل سیدھے تھے نہ بالکل پیچ دار اور نہ زیادہ نرمی اور نہ زیادہ سختی بلکہ ہلکی سی نرمی اور ہلکی سی سختی کے ساتھ ساتھ قدرے خمدار اور گھنگریالہ پن تھا۔ دونوں کانوں کے درمیان تک یا مونڈھے تک لمبے تھے''۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لم یکن بالجعد القطط ولا بالسبط کان جعدا رجلا

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نہ تو بالکل گھنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ قدرے خمدار تھے''۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان شعر رسول الله صلی الله علیه وسلم عظیم الجمة الی نصف اذنیه

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کانوں کے نصف تک تھے''۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم عظیم الجمة الی شحمة اذنیه

''آپ کے بال مبارک گنجان تھے اور کانوں کی لو تک آتے تھے''۔

نیز فرمایا:

عليه حلة حمراء ما رايت شيئاً قط احسن منه

"آپ نے ایک سرخ جوڑا زیب تن کیا ہوا تھا۔ میں نے آپ سے زیادہ حسین چیز کبھی کوئی نہیں دیکھی"۔

نیز حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

شعر فوق الجمة ودون الوفرة

"آپ کے بال مبارک کانوں کی لو سے قدرے بڑے اور شانوں سے کم تھے"۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

شعر يضرب منكبيه

"آپ کے بال مبارک کندھوں مبارک کو چھوتے تھے"۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان شعره ليس بجعد ولا سبط

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نہ بالکل خمدار تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے"۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان رجل الشعر ان انفرقت عقيصته فرق والا فلا يجاوز شعره شحمة اذنيه اذا هو وفرة

"بال مبارک کسی قدر بل کھائے ہوئے تھے۔ اگر سر کے بالوں میں اتفاقاً خود مانگ نکل آتی تو مانگ رہنے دیتے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے تھے۔ جس زمانے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک زیادہ ہوتے تھے تو کان کی لو سے متجاوز ہو جاتے تھے"۔

سر مبارک کے بالوں کی لمبائی کے بارے میں احادیث میں مختلف صورتیں بیان ہوئی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب آپ بالوں کو نہ کٹواتے تو بال مبارک کندھوں کو چھونے لگتے

اور جب کٹواتے تو کانوں کے نصف تک ہوتے کبھی آپ بال مبارک چھوٹے کرا لیتے اور کبھی بڑے رہنے دیتے۔ بالوں کی ہر صورت مختلف اوقات میں مختلف ہوتی تھی یہ ساری صورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کو ظاہر کرتی ہیں۔ ہر ادا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کی وہ حسین تھی۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم علينا بمكة قدمةً وله أربع غدائر

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو آپ کی چار زلفیں مشک میں بسی ہوئی تھیں"۔ (مواہب لدنیہ)

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا

علی حبیبك خیر الخلق كلهم

مبارک بالوں میں سفید بال

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کان فی لحیته علیه الصلوة والسلام شعرات بیض

’’آپ کی داڑھی مبارک میں چند سفید بال تھے‘‘۔(مواہب لدنیہ)

وفی روایة عنده

ان کی ایک اور روایت میں ہے کہ

لوشئت ان اعد شمطات کن فی رأسه فعلت لم یخضب۔

(مواہب لدنیہ)

’’اگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے سفید بالوں کو شمار کرنا چاہتا تو کر لیتا۔لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفید بالوں کو خضاب نہیں لگاتے تھے‘‘۔

وہ مزید فرماتے ہیں:

ان ما کان البیاض فی عنفقته و فی الصدغین و فی الرأس نبذ

’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عنفقہ (زیریں لب کے نیچے والے بال) زلفوں اور سر مبارک میں متفرق مقامات پر بال مبارک سفید تھے‘‘۔

علامہ الفاکہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کے بال مبارک زیادہ تعداد میں سفید نہ تھے۔اس میں حکمت یہ تھی کہ عورتیں اکثر شیب (سفید بال) کو ناپسند کرتی ہیں۔یہ بات مسلم ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی شئے کو حقیر اور مکروہ جانے وہ کافر ہو جاتا ہے۔یہی وجہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں شیب نہیں تھا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ان ما کان شیبه صلی الله علیه وسلم نحواً من عشرین

شعرة بیضاء

’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں بیس سے کچھ کم بال مبارک سفید تھے‘‘۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے سر مبارک اور داڑھی مبارک میں دس یا اٹھارہ مبارک بال سفید تھے۔نیز یہ کہ ایک جگہ اکٹھے سفید نہ تھے بلکہ متفرق جگہ جیسا کہ پہلے روایت بیان ہوئی ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں سفیدی دیکھ کر عرض کیا:

یارسول الله صلی الله علیك وسلم قد شبت؟

’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو بوڑھے ہوگئے ہیں‘‘۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ

قد شیبتنی هود، وَالْوَاقِعَةُ وَ الْمُرْسَلٰتِ وَعَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ وَاِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ۔

’’مجھے ہود، واقعہ، مرسلات، عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ اور اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ قرآنی سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے‘‘۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ کے سر مبارک میں شیب (سفیدی) نہیں تھا البتہ مانگ مبارک میں چند بال سفید تھے۔جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیل لگاتے تو تیل ان کی سفیدی کو چھپا دیتا تھا۔

علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل کی ہے کہ

کان أسود اللحیة حسن الشعر

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک سیاہ تھی اور اس کے بالوں سے نور اور حسن چمکتا تھا‘‘۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ليس في رأسه ولحيته عشرون شعرة بيضاء

'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے''۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس بن مالک سے پوچھتے ہیں:

هل خضب رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال لم يبلغ ذلك انما كان شيئًا في صدغيه

'' کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالوں کو خضاب کیا کرتے تھے؟ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی سفیدی اس مقدار ہی کو نہ پہنچی تھی کہ خضاب کرنے کی نوبت آتی بالوں کی سفیدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف دونوں کن پٹیوں میں تھوڑی سی تھی''۔

نیز حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ما عددت في رأس رسول الله صلى الله عليه وسلم ولحيته الا أربع عشرة شعرة بيضاء

'' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور داڑھی مبارک میں چودہ سے زائد سفید بال نہیں گنے''۔

حضرت رفاعہ بن یثربی التیمی ابو رمثہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رأيت الشيب احمر

'' میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا تو اس وقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیب کو سرخ پایا''۔

نیز حضرت ابو رمثہ التیمی فرماتے ہیں:

اتيت النبي صلى الله عليه وسلم و معي ابن لي فأريته، فقلت لما رأيته هذا نبي الله وعليه ثوبان اخضران وله شعر

قد علاه الشيب و شيبه أحمر

'' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میرے ساتھ میرا بیٹا بھی تھا مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بخشا گیا۔ جونہی میں نے رخ انور کو دیکھا تو مجھے معاً یہ کہنا پڑا کہ واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔ اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سبز رنگ کے کپڑے زیب تن کر رکھے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بالوں پر بڑھاپے کے آثار غالب ہو گئے تھے۔ لیکن وہ بال مبارک سرخ معلوم ہوتے تھے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کا وصف بیان کرتے ہوئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے الجعد القطط کے الفاظ ذکر کئے ہیں ان کا معنی بیان کرتے ہوئے علامہ مناوی کہتے ہیں کہ سیاہ بالوں میں حمرۃ پائی جاتی تھی۔

میں گیسوئے رسول کو تشبیہ کس سے دوں
عنبر میں نہ بو ہے نہ مشک جتن میں ہے

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبك خیر الخلق کلهم

داڑھی مبارک

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم كث اللحية

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک گھنی تھی''۔ (سیرۃ حلبیہ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان كثير شعر اللحية (سیرۃ حلبیہ)

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کے بال کثیر تھے''۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان صلى الله عليه وسلم يكثر دهن رأسه وتسريح لحيته۔ (سیرۃ حلبیہ)

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک میں تیل لگاتے اور داڑھی مبارک کو کنگھی کر کے لمبا چھوڑ دیتے تھے''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی شخص کو ژولید سر دیکھتے تو اسے ناپسند فرماتے اگر کوئی بالوں کو بڑھاتا اور ان کی آرائشگی میں زیادہ اہتمام کرتا اسے بھی آپ ناپسند فرماتے تھے۔ اس بارے میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاظ رکھا جائے کہ یہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محمود اور احسن فعل ہے۔ (مدارج النبوۃ) سر کے بالوں کو کٹوانا بہتر عمل ہے۔ نیز سر کے بالوں کو باقی رکھنا سنت ہے۔

علامہ قسطلانی مواہب میں لکھتے ہیں:

لم يرو انه عليه الصلوة والسلام حلق رأسه الشريف فى غير نسك حج او عمرة فيما علمته فبقية الشعر فى الرأس سنة ومنكرها

مع علمه يجب تاديبه ومن لم يستطع البقية فيباح له ازالته

''جہاں تک اس بارے میں میرا علم ہے ایسی کوئی روایت نہیں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسک حج اور عمرہ کے سوا اپنے سر مبارک کا حلق کرایا ہو۔ اس لئے سر کے بالوں کا کسی قدر رکھنا سنت طیبہ ہے۔ اگر کوئی شخص اس کا انکار کرتا ہے اسے تادیباً سرزنش کرنا ضروری ہے۔ اگر کسی کو سر کے بال رکھنے میں عذر ہو تو اسے حلق کرانے کی اجازت ہے''۔

مدارج نبوت میں ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

دشمن داشتم موئے سر را از اں بعد کہ شنیدم از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ در بیخ ہر موئے جنابت است۔

''میں اپنے سر کے بالوں کا اس وقت سے خلاف ہو گیا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر بال کی جڑ میں جنابت ہوتی ہے''۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ بال چھوٹے رکھے جائیں۔ صحیفہ صادقہ کی روایت صحیح میں منقول ہے:

أنه كان صلى الله عليه وسلم يأخذ من لحية من عرضها وطولها۔ (مواہب لدنیہ)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی مبارک عرض اور طول سے تراشتے تھے''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يسدل شعره وكان المشركون يفرقون رؤوسهم۔ وكان يحب موافقة اهل الكتاب فيما لم يؤمر فيه بشیء ثم فرق رسول الله صلى الله عليه وسلم رأسه

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع میں بالوں کو مانگ نکالے بغیر (سدل) یعنی

سیدھے چھوڑ دیتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ مشرک مانگ نکالا کرتے تھے اور اہل کتاب مانگ نہیں نکالتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شروع میں جن امور میں کوئی حکم نازل نہ ہوا ہوتا تو اس میں اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے۔ اس کے بعد یہ سدل کرنا منسوخ ہوگیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک کی مانگ نکالنے لگے"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک پوری دنیا میں موجود ہیں مرجع خلائق ہیں ان کی زیارت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عین زیارت کے مترادف ہے۔ کیونکہ جز وکل کا حکم رکھتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے۔

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۔ اس میں رکوع بول کر پوری نماز مراد لی گئی ہے۔ بلا ریب موئے مبارک اصلی اور اصل حالت میں عہد در عہد اب تک موجود ہیں۔ امتداد زمانہ کا ان پر اثر نہیں ہے۔ ہر آن شگفتہ اور تازہ ہیں۔ یہی ان کے اصلی ہونے کی دلیل ہے۔ ان کا انکار کرنا سعادت مندی نہیں ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حلق کراتے دیکھا لوگ بے تابی سے آپ کی طرف لپک رہے تھے، میں نے مشاہدہ کیا کہ ہر آدمی کے ہاتھ میں ایک موئے مبارک ہے۔ جو انہوں نے زمین پر گرنے سے پہلے حاصل کرلیا تھا۔ آپ کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کمال محبت کا یہی نقطہ عروج ہے۔

حضرت محمد بن سیرین تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کا موئے مبارک عطا ہوا جو مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ذوالقعدہ 897ھ میں مکہ مکرمہ میں حاضری دی میں نے اپنے پیرو مرشد شیخ ابوحامد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ (مواہب لدنیہ)

شوارب مبارک

اوپر والے لبوں پر جو بال ہوتے ہیں انہیں شوارب کہتے ہیں اور جو بال لبوں کے ہر دو طرف بڑھ کر لمبے ہو جاتے ہیں انہیں سبالتین کہتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ تفاخر کے طور پر انہیں بل دے کر تیکھا اور نوکیلا بنایا جاتا ہے جو نہایت مذموم شکل ہے اور سنت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے نیز کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مونچھیں تھیں یہ سراسر غلط ہے کہیں ان سے ثابت نہیں ہے ان پر بہتان ہے وہ کب خلاف سنت کام کرتے ہیں نیز سنت رسول کو بھی ملاحظہ کر لیجئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقص شاربه

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شارب کاٹتے تھے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یاخذ من شاربه فلیس منا

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اپنی شوارب یعنی مونچھیں نہیں کٹواتا وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔

مسلم اور بخاری میں روایت ہے:

خالفوا المشرکین وفروا اللحی واحفوا الشوارب

"مشرکین کی مخالفت کرو داڑھی بڑھاؤ اور شوارب کٹاؤ"۔

موطا امام مالک میں مذکور ہے کہ شوارب کو اس قدر کاٹا جائے کہ لب ظاہر ہو جائیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یحفی الشارب و یعفی اللحی ولیس احفاء الشارب حلقه

"شارب کاٹے جائیں اور داڑھی کو بڑھایا جائے اور احفاء شوارب سے مراد حلق

نہیں ہے"۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ شوارب کا حلق کرنے والے کو تادیبی سزا کا حکم دیتے ہیں۔ کیونکہ حلق شوارب سنت نبوی کے خلاف ہے۔

حضرت اشہب تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان حلقه بدعة حلق شوارب بدعت ہے۔ وہ مزید فرماتے ہیں کہ اس بدعت کے مرتکب کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ عظیم محدث امام النووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مختار و پسندیدہ مذہب یہ ہے:

أنه يقصه حتى يبدو طرف الشفه ولا يحفه من اصله

شوارب کو اس قدر کاٹا جائے کہ لب ظاہر ہو جائیں اور ان کو جڑ سے ختم نہ کیا جائے۔

حضرت المزنی الربیع الشافعی فرماتے ہیں: يحفيان شاربهما شوارب کٹائے جائیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ سر کے بال اور شوارب کے بارے میں احفا قصر سے افضل ہے اور الاثرم حنبلی فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تھا وہ شوارب کا شدید قصر کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے قریب ترین قول امام مالک کا ہے۔

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا
علی حبیبك خیر الخلق كلهم

سبالتین

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كنا نحفی السبال الافی الحج والعمرة

"ہم سبالہ کا احفاء کرتے تھے البتہ حج اور عمرہ میں نہیں"۔

علماء نے سبالوں کے باقی رکھنے کو ناپسند کیا ہے۔ اس لئے کہ یہ عمل عجمیوں، مجوس اور اہل کتاب کے ساتھ تشابہ اور تماثل ہے۔ جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر مسلموں سے تشابہ اور تماثل قطعاً سخت ناپسند ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے:

ذكر لرسول الله صلى الله عليه وسلم المجوس، فقال انهم يوثرون سبالهم ويحلقون لحاهم فخالفوهم فكان يجز سباله كما يجز الشاة والغنم (مواہب لدنیہ)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مجوس (آتش پرست) کا ذکر ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ اپنے سبالوں کو چھوڑتے ہیں اور اپنی داڑھیوں کو منڈواتے ہیں تم ان کی مخالفت کرو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سبالوں کو کاٹتے تھے جس طرح بھیڑ بکری کے بال کاٹے جاتے ہیں"۔

مطلب تشبیہ کا یہ ہے کہ بال قینچی سے کاٹتے تھے حلق نہیں کرتے تھے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہتے ہیں ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اہل کتاب اپنی داڑھیاں کتراتے ہیں اور اپنے سبالے بڑھاتے ہیں۔ ہم اس بارے میں کس طرح عمل کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قصوا سبالكم ووفروا عثانينكم وخالفوا اهل الكتاب

"اپنے سبالوں کو کتراؤ اور اپنی داڑھیوں کو باقی چھوڑو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو"۔ (مواہب لدنیہ)

رخ زیبائے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خامہ قدرت کا حسن دستکاری واہ واہ
کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یوں مدحت سرائی کرتے ہیں:

روحی الفداء لمن اخلاقہ شھدت
بأنہ خیر مولد من البشر

"میری روح قربان ہو اس ذات اقدس پر جس کے اخلاق اس بات پر شاہد ہیں کہ وہ بنی نوع انسان میں سب سے بہتر فرد ہیں"۔

عمت فضائلہ کل العباد کما
عم البریة ضوء الشمس والقمر

"اس جود وسخا کی پیکر ذات اقدس کے احسان ساری مخلوق کے لئے عام ہیں۔ جس طرح چاند اور سورج کی روشنی ساری دنیا کے لئے عام ہے"۔

لو لم تکن فیہ آیات مبینة
کانت بدیھتہ تنبئك بالخبر

"اگر ذات گرامی میں دوسری روشن دلیلیں نہ بھی ہوتیں تو خود آپ کا رخ زیبا تم کو حقیقت سے آگاہ کر دیتا ہے"۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس وجھا واحسنھم خلقاً۔ (شمائل ترمذی)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں حسین وجمیل چہرے والے تھے اور ان سب میں سے زیادہ حسین خلق والے تھے"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مارأیت شیئًا احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کأن الشمس تجری فی وجھہ

"میں نے کسی شئے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین وجمیل نہیں دیکھا۔ گویا آفتاب آپ کے چہرۂ انور میں چلتا ہے۔ یعنی رخ انور اس قدر صاف و شفاف تھا کہ آفتاب کا عکس نظر آتا تھا"۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آفتاب کا اپنے فلق میں جریان کو آپ کے رخ انور میں حسن کے جریان کو تشبیہ دی ہے۔ مارأیت شیئًا کہا انسانًا یا رجلًا نہیں کہا اس میں زیادہ مبالغہ ہے کہ آپ کی خوبی وحسن تمام اشیاء سے فائق اور اعلیٰ ہے۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخما مفخماً یتلألأ وجھہ تلألؤ القمر لیلة البدر۔ (شمائل ترمذی)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے بھی شاندار تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے رتبہ والے تھے۔ آپ کا چہرۂ اقدس ماہ بدر کی طرح چمکتا تھا"۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی لیلة اضحیان وعلیہ حلة حمراء فجعلت انظر الیہ والی القمر فلھو عندی احسن من القمر

"میں ایک مرتبہ چاندنی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت سرخ جوڑا زیب تن کر رکھا تھا۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا

تھا اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کی جلوہ گری کو۔ آخر الامر میں نے یہ
ہی فیصلہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے زیادہ منور ہیں''۔

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مدیحہ ''بانت سعاد'' میں فرماتے ہیں:

ان الرسول لنور یستضاء به   مهند من سیوف الله مسلول

''بلاشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں جس سے نور اور ضیاء حاصل کی جاتی
ہے۔ وہ اللہ کی تلواروں میں ایک بے نیام تلوار ہیں''۔

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم ابیض ملیحا مقصداً

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحت کے ساتھ ساتھ سفید رنگ بھی تھے۔ یعنی سرخی
مائل اور معتدل الجسم تھے''۔ (سیرۃ حلبیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصف رخ انور یوں بیان فرماتے ہیں:

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم ابیض کأنما صیغ من
فضة رجل الشعر

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر شفاف، صاف، حسین وخوبصورت اور سفید
رنگ تھے گویا چاندی سے آپ کا بدن شریف ڈھالا گیا ہو آپ کے موئے مبارک
قدرے خم دار گھنگھریالے تھے''۔

آپ کے چچا ابو طالب اپنے مشہور قصیدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت
کرتے ہیں:

وابیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتامی وعصمة للارامل

''وہ گورے مکھ والے جس کے رخ انور کے وسیلے سے ابر باراں طلب کیا جاتا ہے

جو یتیموں کے والی اور بیواؤں کے محافظ اور دستگیر ہیں''۔

فمن مثله فی الناس ای مومل
اذا قاسه الحاکم عند التفاضل

(سیرۃ ابن ہشام)

''احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سا لوگوں میں ہے کون؟ فیصلہ کرنے والوں نے جب
فضائل کا مقابلہ کرنے کے لئے مرتبے کا اندازہ کیا اس کے لئے ان لوگوں سے جن
سے فضل وعظمت کی امیدیں وابستہ کی جاتی ہیں آپ میں عجیب قسم کی برتری اور
عظمت پائی''۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا:

أکان وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم مثل السیف
قال، لا بل مثل القمر۔ (شمائل ترمذی)

''کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور تلوار کی طرح تھا آپ نے جواب دیا
نہیں بلکہ بدر کی طرح روشن گولائی لئے ہوئے تھا''۔

تلوار کے ساتھ تشبیہ میں یہ نقصان تھا کہ تلوار کے ساتھ تشبیہ دینے میں رخ انور کے
زیادہ طویل ہونے کا شبہ ہوتا۔ نیز تلوار کی چمک میں سفیدی غالب ہوتی ہے اور کبھی زنگ
آلود بھی ہو سکتی ہے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور سفید اور ملیح تھا۔ چمک اور
نورانیت اس پر مستزاد۔ رخ انور کے رنگ میں نہ کبھی تبدیلی اور نہ تغیر۔ ہر لحظہ نورانیت اور
چمک میں اضافہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ

''یقیناً ہر آنے والی گھڑی آپ کے لئے پہلی سے بدرجہا بہتر ہے''۔

یعنی آپ پر آپ کے رب کے لطف وکرم اور انعام واحسان کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے
گا ہر آنے والی ساعت گزری ہوئی ساعت سے ہر آنے والی گھڑی گزری ہوئی گھڑیوں

سے ہر آنے والی حالت گزشتہ حالات سے اعلیٰ سے اعلیٰ، بہتر سے بہتر اور ارفع سے ارفع ہو
گی اسی طرح آپ کے حسن و جمال میں نکھار اور نورانیت ہر آن اور ہر ساعت بڑھتی گئی۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت
جو فتوحات کرے گی وہ سب کی سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی گئیں۔ جسے دیکھ کر آپ
بہت مسرور ہوئے۔ آپ کا چہرۂ اقدس نور سے چمک گیا۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی یعنی
ہماری نوازشات صرف ان فتوحات ہی میں منحصر نہیں بلکہ آپ کی ہر آنے والی شان صورت
کے اعتبار سے بھی اور سیرت کے اعتبار سے بھی پہلے والی شان سے اعلیٰ و بالا ہوگی۔ اس لئے
حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار سے انکار کر کے چاند سے تشبیہ دی ہے یہ
تشبیہات جو آپ کے سراپا میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے بیان ہوئی ہیں وہ سب
تقریبی ہیں۔ نیز اس ذات بے مثل و بے مثال کی تشبیہ دے کر واضح کرنا مقصود ہوتا ہے ورنہ
آپ کے حسن و جمال کو حواس کے محدود ادراک میں لانے کی کسے طاقت ہے اور ایک چاند
کیا ہزار چاند میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نور اور حسن و جمال نہیں ہو سکتا۔
حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا بتاتی ہیں:

رأیت رجلا ظاهر الوضاء ة ابلج الوجه حسن الخلق لم
تعبه ثجلة لم تزر به صعلة وسیم قسیم

"میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے جس کی شفافیت لطافت نمایاں۔ جس کا رخ انور
روشن و تاباں اور بناوٹ میں حسن اعتدال تھا۔ نہ موٹاپے کا عیب اور نہ دبلاپے کا
نقص۔ خوش رو شگفتہ منظر اور حسین"۔

مزید فرماتی ہیں:

اجمل الناس وابهاه من بعید واحلاه واحسنه من قریب

"حسن کا پیکر اور جمال میں یگانہ روزگار، دور سے دیکھو تو حسین ترین، قریب سے
دیکھو تو شیریں ترین اور جمیل ترین بھی"۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وصف رخ زیبا یوں تعبیر کرتے ہیں:

لم یقم صلی الله علیه وسلم مع الشمس قط الا غلب ضوئه
ضوء الشمس ولم یقم مع السراج قط الا غلب ضوئه ضوء
السراج (سیرۃ حلبیہ، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۸)

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی دھوپ میں قیام پذیر ہوتے تو آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کے رخ انور کی نورانی شعاعیں سورج کی کرنوں پر چھا جاتیں اور جب کبھی
چراغ کے روبرو ہوتے تو چراغ کی روشنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک
کی شعاعوں میں گم ہو جاتی"۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے رخ انور کا وصف یوں بیان کرتے ہیں:

لم یکن رسول الله صلی الله علیه وسلم بالمطهم ولا
بالمکلثم کان فی وجهه تدویر ابیض مشرب۔ (ترمذی)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موٹے بدن کے نہ تھے اور نہ گول چہرہ کے۔ البتہ
تھوڑی سی گولائی آپ کے چہرہ مبارک میں پائی جاتی تھی"۔

یعنی چہرۂ انور نہ بالکل گول تھا نہ بالکل لمبا تھا بلکہ دونوں کے درمیان تھا۔ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید سرخی مائل تھا۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم معتدل الخلق بادناً
متماسکا۔ (ترمذی)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اعضاء مبارکہ میں اعتدال، بدن گداز اور گھٹا
ہوا"۔

کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مروی حدیث بخاری میں ہے:

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا سر استنار وجهه

كأنه قطعة قمر كنا نعرف ذلك منه اى موضع الذى يتبين فيه السرور وهو جبينه

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسرور ہوتے تو آپ کا رخ انور چمک جاتا یوں لگتا جیسے چاند کا ٹکڑا تو ہم اس سرور سے چمکتی ہوئی جبین مبارک کو دیکھ کر آپ کی مسرت کو پہچان لیتے''۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں۔ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسرور اور خوش خوش گھر تشریف لائے تو خوشی کی وجہ سے آپ کے رخ انور سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم كدارة القمر

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور چاند کی گولائی کی مانند تھا''۔

قبیلہ ہمدان کی ایک صالحہ خاتون فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں حج کیا۔ میں نے آپ کو اونٹ پر سوار کعبہ مکرمہ کا طواف کرتے دیکھا۔ آپ کے مبارک ہاتھ میں چھڑی تھی۔ آپ کے دو سرخ چادریں زیب تن تھیں۔ آپ کے بال مبارک آپ کے مناکب کو مس کر رہے تھے۔ جب آپ حجر اسود کے مقابل آئے تو آپ نے چھڑی مبارک سے استسلام فرمایا اسے اپنے منہ مبارک پر لا کر چوما۔ ابو اسحاق فرماتے ہیں کہ اس صالحہ خاتون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ پوچھی تو یوں وصف بیان کیا:

كالقمر ليلة البدر لم أر قبله وبعده مثله صلى الله عليه وسلم

''گویا چودھویں رات کا چاند، میں آپ سے قبل اور آپ کے بعد آپ کی مثل کوئی نہیں دیکھا''۔

وہ صالحہ خاتون آپ کے حسن و جمال بیان کرنے سے عاجز رہ گئی تھی۔ صلی الله علی حبیبه واحسن خلقه۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں نے ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا پوچھا تو یوں گویا ہوئیں:

لو رأيته لقلت الشمس طالعة

''اگر تو آپ کے رخ انور کو دیکھتا تو تجھے کہنا پڑتا کہ آفتاب جہاں طلوع ہو رہا ہے''۔

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و جمال پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

كان ابيض مليح الوجه (ترمذی)

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور ملیح اور سفید تھا''۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ماكان رسول الله صلى الله عليه وسلم بالابيض الامهق ولا بالآدم

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رنگ کے اعتبار سے نہ بالکل سفید چونے کی طرح تھے نہ بالکل گندم گوں کہ سانولا پن ظاہر ہو۔ بلکہ چودھویں رات کے چاند سے روشن، پرنور اور قدرے ملاحت لئے ہوئے تھے''۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گندم گوں سرخی مائل تھے۔

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے نہایہ میں لکھا ہے:

انه صلى الله عليه وسلم كان اذا سرا كأن وجهه المرأة وكان الجدر تلاحك وجهه

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسرور ہوتے تو رخ انور یوں چمک جاتا گویا آئینہ ہے۔ در و دیوار آپ کے رخ انور میں منعکس ہونے لگتے''۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ جمال

جہاں آرا کو دیکھتے تو یہ شعر پڑھتے تھے:

لو کنت من شیءٍ سوی بشر   کنت المنیر للیلة البدر

''اگر آپ بشر کے سوا کوئی اور شئے ہوتے تو یقیناً چودھویں رات کو منور کرنے والے ہوتے''۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جلساء کہتے واقعی سچ ہے۔ اکثر مداحوں نے آپ کو بدر سے تشبیہ دی ہے۔ اس تشبیہ کی مناسبت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی البدر بھی ہے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت مدینہ منورہ میں نزول اجلال فرمایا تو مدینہ طیبہ میں حسن نبوت کی پہلی تجلی کا نظارہ کرنے والی بنونجار کی بچیوں کے وہ نعتیہ اشعار جو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر استقبالیہ زمزمے کے طور پر الاپے تھے وہ یہ ہیں:

طلع البدر علینا   من ثنیات الوداع

''ہم پر وداعی ٹیلوں کے پیچھے سے چاند ظاہر ہو گیا ہے''۔

وجب الشکر علینا   ما دعا للہ داع

''اللہ تعالیٰ کے لئے پکارنے والے کی دعوت پر ہمارے لئے شکر واجب ہے''۔

ایھا المبعوث فینا   جئت بالامر المطاع

''آئے ہمارے رسول آپ واقعی قابل اطاعت پیغام لائے ہیں''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان صلی اللہ علیہ وسلم اسیل الخدین

''اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں سھل الخدین ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک رواں تھے اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق آپ کے رخسار مبارک گداز اور نرم تھے اور آپ کے رخساروں میں ابھار اور ارتفاع نہیں تھا۔

اور ارتفاع نہیں تھا۔

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الاسالة فی الخد الاستطالة وأن لا تکون مرتفع الوجنة

''رخسار مبارک میں اسالت کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے رخسار مبارک میں استطالت (لمبائی) نہیں تھی۔ گال مبارک ابھرے ہوئے اور ان میں ارتفاع نہیں تھا''۔

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آرا سے لذت آشنا ہونا چاہے۔ اسے چاہئے کہ وہ چودھویں رات کے تابندہ چاند کا مشاہدہ کرنے سے غفلت نہ برتے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کے ساتھ چودھویں رات کے چاند کو بوجہ استنارت (چاندنی) تدویر اور صباحت تشابہ کا علاقہ ہے۔ نیز آپ کا اسم مبارک البدر بھی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کے رخ انور کو بدر سے تشبیہ دی ہے۔ اس من وجہ لیلۃ البدر کے چاند کو دیکھنے سے رخ انور کی چاندنی، ضیاء نورانیت اور تدویر سے آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے۔

شیخ عبدالرحیم البرعی متوفی 1400ء فرماتے ہیں:

نبی تغار الشمس من نور وجهه   بهیی تقی الثغراء احور ادعج

''سیاق سے مربوط۔ یہ سب اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہے جن کے چہرۂ انور کی تابانی کو دیکھ کر آفتاب بھی شرما کر جھک جاتا ہے وہ ذات بارونق، پاکیزہ، روکشادہ اور سرگیں چشم والے ہیں''۔

تزید به الایام حسناً ویزدهی   به الدین والدنیا به یتبرج

''زمانہ جوں جوں گزرتا جاتا ہے آپ کا جمال روبہ ترقی ہے۔ دین آپ سے سرسبز وشاداب، دنیا آپ سے مزین اور سیراب''۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال سے لذت آشنا ہونے سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔

اللہ رے فروغ رخ سلطان دو عالم
گر ماہ فلک اس کو کہوں بے ادبی ہے

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا
علی حبیبك خیر الخلق کلهم

جبین مبارک

مداح سید عالم حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم واسع الجبین و فی روایة مفاض الجبین

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ جبین تھے۔ اور دوسری روایت میں ہے مفاض الجبین اس کے معنی بھی کشادہ جبین کے ہیں''۔

کان جبین رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم صلتاً ای أملس

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبین مبارک ملائم تھی''۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم أجلی الجبین کأنه السراج المتوقد یتلألأ۔

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جبین مبارک چمکدار اور روشن تھی۔ گویا روشن چراغ سے نور بکھر رہا ہو''۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

متی یبدو فی الداجی البهیم جبینه یلح مصباح الدجی المتوقد

''اندھیری رات میں آپ کی جبین مبارک نظر آتی ہے تو اس طرح چمکتی ہے جس طرح روشن چراغ''۔

فمن کان اومن قد یکون کأحمد نظام الحق او نکال لملحد

''احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کون تھا اور کون ہوسکتا ہے۔ حق کا نظام قائم کرنے

والا اور ملحدوں کو سراپا عبرت بنا دینے والا''۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ حدیث جو رخ انور کی تابانی کے بارے میں بیان ہوئی ہے اس میں مزید ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چیں بہ جبیں ہوتے تو یوں لگتا گویا رخ انور چاند کا ٹکڑا ہے اور پیشانی پر جو بل نمودار ہوتے ہیں ان سے نور کی کرنیں پھوٹتیں۔

دلائل النبوۃ بیہقی میں ہے کہ ایک صحابی فرماتے ہیں:

رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فاذا رجل حسن الجسم عظیم الجبهة دقیق الحاجبین

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ آپ حسن و جمال کا پیکر، کشادہ جبین اور باریک ابرو والے شخص تھے''۔ (مواہب)

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا
علی حبیبك خیر الخلق کلهم

ابرو مبارک

ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصف ابرو رسالت مآب یوں بیان کرتے ہیں:

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم ازج الحواجب سوابغ من غیر قرن بینهما عرق یدره الغضب

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو مبارک خم دار کمان کی طرح، باریک اور گنجان تھے۔ دونوں ابرو مبارک مقرون نہیں تھے یعنی جدا جدا تھے۔ ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھے۔ ان کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر آتی تھی''۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابرو مبارک کے بارے میں مشاہدہ اس طرح ہے:

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم واضح الجبین مقرون الحاجبین

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چمکتی جبین اور متصل ابرو والے تھے''۔

ام معبد رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے:

أزج اقرن ای مقرون الحاجبین

''بھنویں کمان دار اور باہم ملی ہوئیں''۔

ان روایات میں تضاد اور منافاۃ نہیں ہے کیونکہ یہ بات مشاہدہ کرنے والے پر منحصر ہے۔ جس نے جس طرح دیکھا ہے اس نے اپنی وسعت نظر سے بیان کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دیکھنے والے کی نگاہ رخ زیبا پر وفور نورانیت کی وجہ سے ٹھہر نہیں سکتی تھی۔ نیز دو ابرو مبارک کے درمیان فصل اس قدر کم تھا کہ بغیر دقت نظر معلوم نہ ہوتا تھا۔

حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غیر قرن والی حدیث صحیح ہے (مدارج)

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پہلی حدیث سوابغ میں غیر قرن والی صحیح ہے یعنی غیر متصل ابرو اور گنجان تھے۔

ناک مبارک

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اقنى العرنين له نور يعلوه يحسبه من لم يتأمله أشم

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک بلندی مائل تھی اور درمیان میں خمیدہ تھی۔ اس پر نور نمایاں نظر آتا تھا۔ ابتداء دیکھنے والے کو گمان گزرتا کہ ناک مبارک زیادہ بلند ہے۔ لیکن غور سے دیکھنے پر معلوم ہوتا کہ محض نور کی چمک کی وجہ سے بلند معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ کمال موزونیت تھی اور اعلیٰ درجے کا تناسب پایا جاتا تھا''۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

القناء طول الانف ودقة أرنبته وحدب فى وسطه وفى الاضافة تجريد ومبالغة

''ناک مبارک درازی مائل اور باریک درمیان سے ابھری ہوئی۔ اضافت سے تجرید اور مبالغہ مستفاد ہوتا ہے''۔

کہ نور يعلوه کے تحت السعد التفتازانی فرماتے ہیں:

اجود تعريفاته كيفية تدركها الباصرة اولاً وبواسطتها تدرك سائر المبصرات

''کیفیت کے بیان میں یہ تعریف نفیس درجہ کی ہے۔ یعنی وہ ایک کیفیت ہے جسے پہلے پہل بصارت محسوس کرتی ہے پھر اس کے واسطے سے باقی حواس تمام مبصرات و محسوسات کا ادراک کرتے ہیں''۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان عليه الصلوة والسلام دقيق العرنين

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک کا اوپر والا حصہ باریک تھا''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے: اقنى الانف ساتھ ہی اس کی وضاحت فرما دی: السائل المرتفع وسطه یعنی لمبائی میں رواں اور درمیان میں قدرے بلند۔

بنی پر نور پر درخشاں ہے یکہ نور کا
ہے لواء الحمد پر اڑتا پھریرا نور کا

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا
علی حبیبك خیر الخلق كلهم

آنکھیں مبارک

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عظیم العینین اھدب الاشفار مشرب العین بحمرۃ (بیہقی)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں بڑی تھیں اور پلکیں دراز اور آنکھوں کی سفیدی میں سرخ دھاریاں تھیں"۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضلیع الفم اشکل العینین منھوس العقب (شمائل ترمذی)

"رسول اللہ فراخ دہن تھے آپ کی آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے تھے۔ ایڑی مبارک پر گوشت بہت کم تھا"۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء دین اور اصحاب غریب الحدیث اس بات پر متفق ہیں کہ

ان الشکلۃ حمرۃ فی بیاض العین وھو محمود عند العرب جداً

"الشکلۃ آنکھ کی سفیدی میں سرخی کو کہتے ہیں اور عرب آنکھ کی اس کیفیت کو بہت پسند کرتے ہیں"۔

نیز ایک روایت اشھلۃ العین ہے۔ اشھلۃ ای الحمرۃ فی سوادھا۔
اشھلۃ کا معنی ہے آنکھ کی سیاہ پتلی میں سرخی۔
اس تقدیر پر مطلب یہ ہوگا کہ آنکھوں کی پتلیاں سیاہ سرخی مائل تھیں۔
الحافظ العراقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وھی ای الشکلۃ احدی علامات النبوۃ ولما سافر الی الشام مع میسرۃ وسئل عنہ الراھب میسرۃ فقال فی عینیہ حمرۃ فقال ھو ھو

"الشکلۃ یعنی آنکھ کی سفیدی میں سرخی علامات نبوت میں سے ایک ہے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام میسرہ کی رفاقت میں ملک شام کا تجارتی سفر کیا تھا۔ تو ایک راہب نے حضرت میسرہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف کے بارے میں پوچھا تو حضرت میسرہ نے آپ کے وصف وخدوخال بتاتے ہوئے کہا کہ آپ کی دونوں چشم میں سرخی ہے۔ تو راہب نے چونک کر کہا کہ وہ یہی تو ہیں"۔

کتب قدیم سماویہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی علامت نبوت کے طور پر آپ کی مبارک آنکھوں میں سرخی کی صفت مذکور ہے۔ ایک روایت میں انجلا العینین مروی ہے یعنی آنکھیں مبارک کشادہ۔ ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

فی عینیہ دعج وفی اشفارہ وطف

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں سیاہ اور کشادہ اور پلکیں لمبی قدرے مڑی ہوئی"۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أدعج

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں سیاہ اور کشادہ تھیں"۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا ایک دن میں لوگوں کو خطاب کر رہا تھا۔ یکا یک میرے سامنے ایک یہودی عالم کھڑا ہوگیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کتابچہ تھا جس میں سے دیکھ کر وہ مجھ سے سوال کرتا تھا۔ اس نے مجھ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا مبارک دریافت کیا۔ میں نے اسے بتایا کہ

وہ نہ تو دراز قامت ہیں اور نہ پست قد۔ یہ کہہ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہو گئے۔ پھر یہودی عالم کہنے لگا کہ جس حد تک آپ نے سید عالم ابوالقاسم کا وصف مبارک بیان کیا ہے وہ وصف مبارک میرے پاس مرقوم شکل میں موجود ہے۔ مزید یہودی عالم نے کہا:

فی عینیہ حمرۃ، حسن اللحیہ

''آپ کی آنکھوں مبارک میں سرخی ہے اور مبارک داڑھی حسن و جمال کا آئینہ دار ہے''۔

پھر بتانے لگا کہ اللہ عزوجل کی قسم! واقعی اسی طرح آپ کا سراپا کا وصف ہے اور بعینہٖ یہی آپ کا وصف میری آبائی کتابوں میں موجود ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں۔

انہ نبی وانہ رسول اللہ الی الناس کافۃً

''کہ یقیناً آپ نبی ہیں اور بے شک آپ تمام لوگوں کے لئے رسول اللہ ہیں''۔

(مواہب)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان اسود الحدقۃ اھدب الاشفار

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک (پپوٹے) سرگیں اور پلکیں دراز تھیں''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان صلی اللہ علیہ وسلم اکحل العینین

''آپ کی آنکھوں کی پلکوں کے اگنے کی جگہ، جسے عربی میں حدقۃ کہتے ہیں، خلقۃً سرگیں تھی''۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اذا نظرت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت اکحل

''جب تجھے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہو جائے تو تجھے کہنا پڑے گا کہ آپ نے سرمہ لگایا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ خلقۃً مکحول العینین (سرگیں)

ہیں''۔(سیرہ حلیہ)

دو چشم تو کہ سیاہ اند سرمہ نا کردہ
بسان سرمہ سیاہ کردہ خانہ مردم

بہت سوں نے اپنے حسن کو دوبالا کرنے کے لئے اپنی آنکھوں میں سرمہ لگا رکھا ہے۔ لیکن محبوب رب العالمین کی مبارک آنکھیں بغیر سرمہ لگائے سرگیں ہیں۔ جو حسن و جمال کا سرچشمہ ہیں۔

مولای صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

بصارت مبارک

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کریم میں آپ کی بصارت مبارکہ کا یوں وصف فرمایا ہے:

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی

''یعنی چشم مصطفیٰ (ﷺ) اپنے رب کے دیدار کرنے میں نہ درماندہ ہوئی اور نہ حدادب سے متجاوز ہوئی''۔

علامہ جوہری اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سرورعالم ﷺ کی نگاہ مبارک اپنے مقصود کی دید میں محو رہی۔ ادھرادھر دائیں بائیں کسی چیز کی طرف مائل نہ ہوئی۔ دوسرا معنی یہ ہے نگاہ کا درماندہ ہو جانا۔ اس کی مثال اس طرح ہے جیسے دوپہر کے وقت انسان سورج کو دیکھنے کی کوشش کرے آنکھ اس وقت سورج کی روشنی کی تاب نہیں لاسکتی اور چندھیا جاتی ہے۔ فرمایا میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ان انوار کی چمک دمک سے خیرہ ہوکر چندھیا نہیں گئیں۔ درماندہ ہوکر بند نہیں ہوگئیں۔ بلکہ جی بھر کر اپنے رب کا دیدار کیا۔ وَمَاطَغٰی کہہ کر اپنے محبوب کی چشم پاک کی دوسری شان بیان کی ہے۔ مولانا انور شاہ کشمیری اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس دولت سرمدی سے نوازا اور اپنے احسان سے عزت افزائی فرمائی پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا''۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مگر یہ دیدار ایسا تھا جیسے حبیب اپنے حبیب کا کرتا ہے۔ نہ وہ آنکھیں بند کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور نہ اس میں یہ طاقت ہوتی ہے کہ ٹکٹکی باندھ کر رخ دلدار کو دیکھتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے۔ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَ مَاطَغٰی یعنی شب معراج میں آپ کی نگاہ مبارک نے ان آیات کے دیکھنے سے عدول وتجاوز نہیں فرمایا کہ جن کے دیکھنے کے لئے آپ مامور تھے۔ (زرقانی)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

کان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرى فى الظلمة كما يرى فى النهار فى الضوء (بیہقی)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاریکی میں دیکھتے تھے۔ جس طرح دن کی روشنی میں دیکھتے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ترون قبلتى هاهنا فوالله مايخفى على ركوعكم ولا خشوعكم انى لأراكم من وراء ظهرى (بخاری)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرا منہ قبلہ کی طرف دیکھتے ہو۔ اللہ عزوجل کی قسم! مجھ پر تمہارا رکوع اور خشوع پوشیدہ نہیں ہے اور میں بلاشک تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں''۔

خشوع کے معنی ہیں عجز ونیاز۔ یہ دل کی کیفیت ہے۔ مذکور الصدر حدیث کے مدلول سے معلوم ہوا کہ نگاہ مصطفیٰ سے دل کی کیفیتیں بھی پوشیدہ نہیں ہیں۔

آئے فروغت صبح آثار ودھور   چشم تو بینندۂ مافی الصدور (اقبال)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے فرمایا:

انى لأنظر الى ما ورائى كما انظر الى ما بين يدى (دلائل النبوۃ، ابونعیم)

''بے شک میں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں جس طرح اپنے سامنے دیکھتا ہوں''۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قال رسول الله انى أرى مالا ترون (ترمذی)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشک میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے''۔

مشہور شاعر اعشیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:

نبی یری ما لا ترون وذکرہ　　أغار لعمری فی البلاد وأنجد

''وہ ایسے جلیل القدر نبی ہیں جو ان چیزوں کو دیکھتے ہیں جن کو تم نہیں دیکھ سکتے اور مجھے میری عمر کی قسم! ان کی شہرت ملک ملک پھیل چکی ہے''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم رای ربہ مرتین، مرۃ ببصرۃ ومرۃ بفوادہ۔(طبرانی)

''بلاشبہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ایک دفعہ سر کی آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے''۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

أنا اقول بحدیث ابن عباس، بعینہ رأی ربہ، راہ راہ حتی انقطع نفسہ

''میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کے مطابق عقیدہ رکھتا ہوں کہ آپ نے اپنے رب کو اسی آنکھ سے دیکھا تھا۔ اسے دیکھا اسے دیکھا کہتے رہے یہاں تک کہ آپ کی سانس ٹوٹ گئی''۔

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

کان مبارک اور سماعت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عضو مبارک متناسب تھا اسی اصول کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان مبارک ہر صورت میں کامل اور تام تھے۔ (مدارج) شیخ محمد عبدالحق دہلوی لکھتے ہیں:

بیان ماہیت اذن شریف وسائر صفات آں دریں کتب یافتہ نشدہ است جز آں کہ در جامع کبیر آوردہ اند کہ بود آں حضرت تام الاذنین۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کان مبارک کی ماہیت اور اس کی تمام صفات کا بیان سیرت وغیرہ کتب میں مذکور نہیں ہے سوائے جامع کبیر کے۔ جس میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تام الاذنین تھے۔ یعنی ہر دو کان مبارک کامل اور تام تھے۔ ان میں وحی الٰہی کے سننے کی پوری پوری صلاحیت واستعداد تھی۔

وحی الٰہی کی سماعت کے لئے آلہ سماعت کا حسی اور جسمانی لحاظ سے تام اور کامل ہونا ضروری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت سماعت کا یہ عالم تھا کہ آپ صحابہ کرام سے فرماتے ہیں:

انی اری ما لا ترون واسمع ملا تسمعون أطت السماء و حق لہ أن تنط لیس فیھا موضع اربع اصابع الا و ملك واضع جبھتہ ساجدا للہ تعالی (ترمذی)

''میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آسمان چرچراتا ہے اور اسے حق ہے کہ وہ چرچرائے کہ آسمان میں چہار انگشت جگہ نہیں ہے جہاں کوئی فرشتہ اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ ریز نہ ہو''۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے۔

بینما رسول الله صلی الله علیه وسلم فی اصحابه اذ قال لهم تسمعون ما أسمع قالوا ما نسمع من شیء۔ قال انی لأسمع أطیط السماء وما تلام أن تئط وما فیها موضع شبر الا وعلیه ملك ساجد او قائم (ابونعیم)

"آپ نے ارشاد فرمایا کیا تم سنتے ہو جو میں سنتا ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم کوئی شئے نہیں سن پاتے۔ آپ نے فرمایا میں آسمان کے چر چرانے کی آواز سن رہا ہوں۔ اسے چر چرانا چاہئے اس میں ایک بالشت کے قدر جگہ نہیں ہے جہاں کوئی فرشتہ سجدہ و قیام نہ کر رہا ہو"۔

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا
علی حبیبك خیر الخلق كلهم

دہن، دندان مبارک اور لب مبارک

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ دہن تھے۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصف دہن مبارک یوں بیان کرتے ہیں:

كان النبی صلی الله علیه وسلم ضلیع الفم۔ أشنب مفلج الاسنان

"آپ کا دہن مبارک اعتدال کے ساتھ کشادہ تھا۔ یعنی تنگ دہن نہ تھے۔ آپ کے دانت مبارک باریک اور آبدار تھے اور ان میں سے سامنے کے دانتوں میں قدرے فصل تھے"۔

اہل عرب مرد کے لئے کشادہ دہنی کو پسندیدہ اور محمود سمجھتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصف دہن مبارک یوں بیان کرتے ہیں:

كان رسول الله صلی الله علیه وسلم افلج الثنتین اذا تكلم رأی كالنور یخرج من بین ثنایاه (شمائل)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دانت مبارک کشادہ تھے۔ ان کے مابین قدرے باریک فصل تھا۔ یعنی آپس میں جڑے ہوئے نہ تھے۔ جب آپ گفتگو فرماتے تو نور سا جھلکتا جو سامنے کے دانتوں کے فصل سے نمودار ہوتا تھا"۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ کوئی محسوس مبصر شئے تھی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک کے درمیانی فصل سے نمودار ہوتی تھی۔ الغرض سید عالم شاہ خوباں کے سراپا کی ہر شئے حسن کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

مبلج الثنایا

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دندان (ثنایا) مبارک روشن تھے''۔

ابن عساکر نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے براق الثنایا روایت کیا ہے۔ یعنی آپ کے ثنایا مبارک چمکدار تھے۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ مبارک اگر دانتوں سے تبسم اور ضحک کی حالت میں الگ ہوتے تو دانت مبارک یوں معلوم ہوتے جیسے کہ اولوں کے دانے (جو پردہ میں تھے اور اب ظاہر ہو گئے ہیں) ان کی سفیدی اور چمک، صفائی اور طوبت اولوں کی مانند معلوم ہوتی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک کا مسوڑھوں اور جبڑوں کے اندر جڑاؤ انتہائی حسین انداز میں تھا اور ترتیب میں کامل حسن محسوس ہوتا۔ (الوفا)

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ یوں نغمہ سرا ہیں:

كأنما اللؤلؤ المكنون فی صدف   من معدن منطق منه و مبتسم

''گویا مہ صدف میں چھپا رہنے والا آبدار موتی محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معدن نطق اور تبسم سے ہے''۔

معدن نطق دل ہے۔ جس سے کلام بذریعہ زبان ظاہر ہوتا ہے اور معدن تبسم دہن مبارک ہے۔ جس سے دندان مبارک ظاہر ہوتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ درمکنون جو نہایت ہی آب وتاب والے ہوتے ہیں گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام اور دندان مبارک درمکنون ہیں جو آپ کے معدن نطق اور معدن تبسم سے ظاہر ہوتے ہیں اس شعر میں بجائے تشبیہ کے عکس تشبیہ ہے۔ ممدوح یعنی شاہ خوباں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام اور دندان مبارک کو درمکنون سے تشبیہ دینی تھی۔ مگر شاعر نے اس کے برعکس درمکنون کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام اور دندان مبارک سے تشبیہ دی ہے۔ یہ عکس تشبیہ ہے جو فن بیان میں تشبیہ سے زیادہ بلیغ اور حسین ہوتا ہے۔ شعر کا ماحصل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام اور دندان

مبارک حسن اور آب وتاب میں چمکدار موتیوں سے بدرجہا بڑھ کر ہیں۔ اوسط میں ہے:

كان عليه الصلوٰة والسلام احسن عبادالله شفتين والطفهم ختم فم

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک لب اللہ عزوجل کے تمام بندوں کے لبوں سے زیادہ حسین تھے اور مہر آسا غنچہ دہن بہت ہی لطیف تھا''۔

پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں   ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا

علی حبیبك خیر الخلق كلهم

لعاب دہن مبارک

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن مبارک مریضوں کے لئے شفاء، خستہ دلوں اور مصیبت زدہ لوگوں کے لئے آب حیات تھا۔ حضرت سعد بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يوم خيبر لاعطين الرأية غداً رجلًا يفتح الله على يديه يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله، فلما اصبح الناس غدوا على رسول الله صلى الله عليه وسلم كلهم يرجوا أن يعطاها۔ قال اين على ابن ابى طالب رضى الله عنه۔ فقالوا هو يا رسول الله صلى الله عليك وسلم يشتكى عينيه، قال أرسلوا اليه فأتى به فبصق رسول الله فى عينيه حتى كأن لم يكن به وجع (بخاری)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے روز فرمایا کہ کل میں ایسے شخص کو اسلامی افواج کی کمان کا پرچم دوں گا جس کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ نے اس گروہ کی فتح ونصرت مقدر کر رکھی ہے۔ وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اللہ اور اس کا رسول اس شخص سے محبت کرتے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو گروہ میں شریک تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ ہر شخص یہ امید لئے ہوئے کہ یہ شرف شائد اسے نصیب ہو۔ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق دریافت کیا۔ عرض کیا گیا کہ وہ عارضہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔ فرمایا انہیں بلاؤ۔ وہ لائے گئے آپ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اس

پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آشوب زدہ آنکھیں صحت یاب ہو گئیں گویا ان میں درد تھا ہی نہیں"۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أتى بدلو من ماءٍ فشرب من الدلو ثم صب فى البئر ففاح منها مثل رائحة المسك

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کنویں کے پانی کا ایک ڈول لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ مبارک لگا کر پانی نوش فرمایا۔ پھر ڈول میں بچا ہوا پانی کنویں میں ڈال دیا آپ کے منہ مبارک سے بچا ہوا پانی جونہی کنویں میں پہنچا اس میں سے مشک کی سی مہک آنے لگی"۔

وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے:

بزق فى بئر فى دار انس فلم يكن بالمدينة بئر عذب منها

(ابونعیم)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں واقع کنویں میں ڈالا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ مدینہ منورہ میں اس سے زیادہ شیریں اور لذیذ پانی کسی دوسرے کنویں کا نہ تھا"۔

بیہقی نے روایت کیا ہے:

كان عليه الصلوٰة والسلام يوم عاشوراء يدعو برضاعه و رضاء ابنته فاطمة فيتفل فى افواهم ويقول لأمهات لا ترضعهم الى الليل فكان ريقه يجزئهم

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہمسایوں اور اپنی بیٹی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شیر خوار بچوں کو عاشور کے دن بلوایا اور ان کے منہ میں اپنا لعاب

دہن ٹپکایا اور ان کی ماؤں سے فرمایا کہ رات تک ان کو دودھ نہ دیا جائے تو آپ کا لعاب دہن ان کو رات تک کافی رہا"۔

حضرت فدیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں سانپ کے انڈوں پر پاؤں پڑ جانے کی وجہ سے سفید ہو گئی تھیں۔

کان لا یبصر بھما شیئًا فنفث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عیـ ہ فأبصر۔ فرأیته یدخل الخیط فی الابرة وھو ابن ثمانین۔(زرقانی علی المواہب)

"انہیں دونوں آنکھوں سے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فدیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک ڈالا تو وہ بینا ہو گئیں۔ راوی کا قول ہے کہ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ 80 سال کی عمر میں بھی سوئی میں دھاگہ ڈالا کرتے تھے"۔

حضرت رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

رمیت بسھم یوم بدر ففقئت عینی فبصق فیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و دعا لی فما أذانی منھا شیء

"بدر کے دن میری آنکھوں میں تیر لگا تو پھوٹ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن لگایا اور دعا فرمائی پس مجھے اس تیر کے زخم لگنے کی وجہ سے کوئی تکلیف نہ ہوئی"۔

جنگ بدر میں ابو جہل کو جہنم رسید کرتے ہوئے حضرت معوذ بن عفراء کا ہاتھ کٹ گیا۔

فجاء یحمل یدہ فبصق علیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والصقھا فلصقت(شفاء)

"تو آپ اس کٹے ہوئے ہاتھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے آپ

نے اپنا لعاب دہن لگا کر اس ہاتھ کو اس کی جگہ لگا دیا تو وہ ہاتھ وہیں پر چپک گیا"۔

احادیث و سیر کی کتابوں میں ایسے بے شمار واقعات درج ہیں لیکن دامن اوراق میں اتنی وسعت نہیں کہ انہیں سمو سکے۔

داماں نگاہ تنگ و گل حسن تو بسیار　　گل چیں بہار تو ز داماں گلہ دارد

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا
علی حبیبك خیر الخلق کلھم

ضحک وتبسم مبارک

ضحک وتبسم کی حالت میں انسان کا چہرہ شگفتہ ہو جاتا ہے اور سرور وخوشی سے اگلے دانت ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اگر اس کے ساتھ آواز پیدا ہو اور دور تک سنی جائے تو اس کو قہقہہ کہتے ہیں۔ اگر بالکل آواز نہ ہو اور لب شگفتگی سے کھل جائیں تو اس کو تبسم کہتے ہیں۔ صراح میں ہے کہ تبسم کا معنی لب شیریں کرنا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر تبسم فرماتے تھے۔ کبھی کبھی ضحک کی حد تک ہنستے تھے اور قہقہہ آپ سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

مارأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستجمعاً قط ضاحکا حتی أری منه لهواته انما کان یتبسم

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی خندہ زن نہیں دیکھا کہ آپ کے لہوات مبارک ظاہر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف تبسم ہی فرماتے تھے۔ لہوات جمع ہے لہاۃ کی۔ یعنی گوشت کا وہ حصہ (کوا) جو حنجرہ کے اوپر ہوتا ہے اور منہ کا اندرونی انتہائی حصہ"۔

ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جل ضحکه التبسم یفتر عنه مثل حب الغمام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہنسی اکثر تبسم مبارک ہوتی تھی۔ اس وقت آپ کے دندان مبارک اولوں کی طرح چمکدار اور سفید ظاہر ہوتے تھے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر حالات میں تبسم سے زائد نہ ہنستے تھے۔ کبھی کبھی ضحک بھی فرماتے تھے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان صلی اللہ علیہ وسلم لایضحك الا تبسمًا فکنت اذا

نظرت الیه قلت اکحل العینین ولیس باکحل۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا صرف تبسم کی حد تک ہوتا تھا۔ جب بھی میں آپ کی زیارت سے فیضیاب ہوتا تو میں خیال کرتا کہ آپ نے اپنی آنکھوں مبارک میں سرمہ لگایا ہوا ہے۔ حالانکہ آپ نے سرمہ نہیں لگایا ہوتا تھا۔ بلکہ خلقۃً آپ کی آنکھیں سرمگیں تھیں"۔

حضرت حارث بن جزء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مارأیت احدا اکثر تبسماً من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تبسم کرنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا"۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ماحجبنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منذ اسلمت ولا رآنی الا ضحك

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اسلام لانے کے بعد کبھی حاضری سے نہیں روکا۔ اور جونہی مجھے دیکھتے تو ہنس دیتے"۔

اور دوسری روایت میں ہے:

ولا رآنی الا تبسم "جونہی دیکھتے تبسم فرماتے"۔

دوسری روایت اس لئے ذکر کی تاکہ معلوم ہو جائے کہ پہلی روایت میں ضحک سے مراد تبسم ہے اور یہ تبسم اظہار مسرت کے لئے ہوتا تھا۔ کیونکہ خندہ پیشانی سے ملنا دوسرے کے لئے انبساط اور شادمانی کا موجب ہوتا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقول حضرت عمر رضی اللہ عنہ أنه یوسف هذه الامة۔ وہ اس امت کے یوسف ہیں۔ یعنی حسن یوسف کے پیکر تھے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے وفور حسن کو دیکھ کر مسکراتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اذا ضحك صلی الله علیه وسلم یتلألاء فی الجدر (بیہقی)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسکراتے تو دیواریں روشن ہو جاتیں۔ درودیوار آپ کی مسکراہٹ سے یوں چمک جاتے جس طرح وہ آفتاب کی کرنوں سے روشن ہو جاتی ہیں۔

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا
علی حبیبك خیر الخلق کلهم

بکا مبارک

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بکا مبارک بھی ضحک کی طرح بے آواز ہوتا تھا۔ غم کے وقت مبارک آنکھوں سے اشک جاری ہو جاتے۔ سینہ مبارک سے ہانڈی کے ابلنے کی سی آواز پیدا ہوتی۔ ایک روایت میں ہے کہ گریہ کے وقت سینہ مبارک سے چکی کے چلنے کی سی آواز نکلتی تھی۔ آپ کا گریہ اللہ عزوجل کی صفت جلال کے متجلی ہونے کی وجہ سے ہوتا۔ یا امت پر شفقت اور میت پر رحمت کی وجہ سے ہوتا کبھی قرآن حکیم سن کر گریہ کناں ہوتے اور کبھی نماز میں کمال خشوع وخضوع کی حالت میں گریہ فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

أتیت رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو یصلی ولجوفه
ازیز کازیز المرجل من البکاء

"میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور رونے کی وجہ سے آپ کے سینے سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسی ہنڈیا کے ابلنے سے نکلتی ہے۔ نماز میں یہ کیفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال خشوع و خضوع کی وجہ سے تھی"۔

علامہ عبدالرؤف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کیفیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت طاری ہوتی جب اللہ تعالیٰ کی صفات جلالیہ اور جمالیہ دونوں صفات کا بیک وقت ظہور ہوتا۔ صفات جلالیہ بغیر صفات جمالیہ کے ظہور کے کوئی شئے اس کی قوت برداشت نہیں رکھتی۔ دونوں صفات باہم مل کر اعتدال کے ساتھ تجلی ریز ہوتی ہیں۔ جب بھی آپ کے قلب اقدس پر صفت جمال متجلی ہوتی تو قلب اقدس نور، سرور، ملاطفت، محبت وانس اور فرح وکشادگی سے معمور ہو جاتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے امت مسلمہ کے مشائخ سلوک ان ہر دو تجلیات سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ نیز جب صفت جلالی متجلی ہوتی ہے۔ تو

خوف، قلق اور وجد پیدا ہوتا ہے۔ (انتہیٰ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم علی فقلت یا رسول الله اقرء وعلیك انزل۔ قال انی احب أن أسمعه من غیری۔ فقرأت سورۃ النساء حتی بلغت وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا فقال فرأیت عینی رسول الله تهملان۔ (شمائل)

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے قرآن حکیم سناؤ۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ پر تو قرآن حکیم نازل ہوا ہے۔ میری کیا مجال کہ میں آپ کو سناؤں۔ آپ نے فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ میں کسی دوسرے سے سنوں۔ تب میں سورۃ النساء پڑھنے لگا۔ جب میں اس آیت

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا

پر پہنچا تو میں نے رخِ انور کو دیکھا تو آپ کی دونوں مبارک آنکھوں سے اشک رواں تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم ابنته له تقتضی فأحتضنها فوضعها بین یدیه فماتت وهی بین یدیه و صاحت أم ایمن فقال یعنی النبی صلی الله علیه وسلم أتبکین عند رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ فقالت الست أراك تبکی، فقال انی لست أبکی۔ انما هی رحمة ان المومن بکل خیر علی کل حال ان نفسه تنزع من بین جنبیه وهو یحمد الله تعالی

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دخترِ نیک اختر قریب الوفات تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی رحمتوں بھری گود میں لیا اور اپنی کریم نگاہوں کے

سامنے رکھا۔ اسی اثناء میں معصومہ نے اپنی جان، جان آفریں کے سپرد کر دی۔ آپ کی خادمہ ام ایمن رضی اللہ عنہا چلا کر رونے لگیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ اللہ عزوجل کے رسول کے سامنے چلا کر روتی ہو؟ ادھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹی کے غم میں اشکبار تھے۔ ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا آپ بھی تو اشکبار ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کیفیت میں رونا منع نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اظہار ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن ہر حال میں خیر میں رہتا ہے حتیٰ کہ اس کی روح قبض کی جاتی ہے اور وہ اللہ کی حمد و ثناء کر رہا ہوتا ہے''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قبل عثمان بن مظعون وهو میت وهو یبکی۔ قال عیناه تهراقان

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون کی میت کو بوسہ دیا، اس وقت آپ کی مبارک آنکھیں چھم چھم اشکبار تھیں''۔

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبك خیر الخلق کلهم

ہوئے حاضرین کو فرمایا بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ قبیلہ بنی غنم میں تھے، وہاں فرمانِ رسالت مآب سنا جہاں کھڑے تھے وہیں بیٹھ گئے“۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كنا نسمع قراءة النبي صلى الله عليه وسلم في جوف الليل عند الكعبة وأنا على عريشي (ابن ماجہ)

”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت مبارک مکہ مکرمہ میں آدھی رات کو سنا کرتے تھے۔ جبکہ میں اپنی کٹیا میں ہوتی تھی“۔

دردل ہر امتی گرحق مزہ است　　　روی وآواز پیمبر معجزہ است

اگر امتی کے دل میں لذت حق شناسی ہے۔ تو روئے مصطفےٰ اور آواز جان فزا ایک معجزہ ہیں۔
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک معجزانہ طور پر بلاتکلف دور ونزدیک سامعین تک پہنچ جاتی تھی۔ آپ کے وعظ، خطابات تخویف وتبشیر کے بیانات لوگ آسانی سے سن اور سمجھ سکتے تھے۔ مستورات اپنے اپنے گھروں میں آپ کا وعظ وخطاب بخوبی سنتی وسمجھتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں خطبہ دیا تو سب لوگوں نے جہاں جہاں کوئی تھا اسے سنا اور سمجھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے وصف میں مروی ہے:

كان صلى الله عليه وسلم حلو المنطق فصل (ترمذی)

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم شیریں بیان اور حق وباطل میں فرق کرنے والے تھے۔ یا آپ کے کلام کا ایک ایک کلمہ غنچہ دہن سے درافشاں ہوتا تھا“۔

لانزر ولا هزر

”کلام مبارک نہ اتنا مختصر کہ سمجھا نہ جاسکے اور نہ اتنا لمبا کہ اکتا جائے۔ یا نہ اتنا پیچیدہ اور باہم خلط ملط کہ سمجھا نہ جاسکے“۔

كأن منطقه خرزات نظم ينحدرون (ترمذی)

”گویا آپ کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے کلمات مقدسہ سفید موتی وگوہر ہیں۔

جو یکے بعد دیگرے درفشاں ہورہے ہیں“۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

ماكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسرد سردكم هزا ولكنه كان يتكلم بكلام بين فصل يحفظه من جلسه اليه (شمائل ترمذی)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو تمہارے کلام کی طرح لگاتار اور جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ صاف واضح اور ہر کلمہ اور ہر مضمون ایک دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا۔ جو شخص مجلس میں موجود ہوتا وہ اسے اچھی طرح ذہن نشین کرلیتا تھا“۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعيد الكلمة ثلاثا لتعقل عنه (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلمات کو تین تین بار دہراتے تھے۔ تاکہ سامع اچھی طرح ذہن نشین کرلے۔ اگر مضمون کلام مشکل ہوتا یا مجمع کثیر ہوتا تو تینوں سمت رخ انور گھما کر تین تین مرتبہ بات دہراتے تاکہ سامعین کلام مبارک کو اچھی طرح محفوظ کرلیں۔ نیز آپ سامعین کا خیال فرما کر انکے ذہن، ظرف اور ماحول کے مطابق کلام فرماتے تھے۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کی کیفیت دریافت کی تو انہوں نے کہا:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم متواصل الاحزان دائم الفكرة ليست له راحته طويل السكت لا يتكلم في غير حاجة۔ (ترمذی)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر غمگین رہتے اور ہمیشہ غور وفکر کرتے رہتے۔ کسی وقت آپ راحت وسکون نہ پاتے اکثر اوقات خاموش رہتے اور بلاضرورت کلام

نہ فرماتے''۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ غم زدہ رہتے۔ اس لئے آپ کو علم تھا کہ اللہ تعالیٰ حد سے زیادہ خوشی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ حدیث میں ہے:

ان اللہ یحب کل قلب حزین (طبرانی)

''بلاشک اللہ تعالیٰ ہر غم زدہ دل کو پسند کرتا ہے''۔

اسی وجہ سے آپ ہمیشہ زیادہ تر خاموش رہتے۔ ہمیشہ سوچتے رہتے۔ اکثر آپ اللہ تعالیٰ کے جلال، کبریائی اور عظمت کے مشاہدات میں غور وفکر کرتے رہتے۔ جو سکوت دوام اور عدم راحت کا متقاضی ہے۔

ایک حدیث میں ہے:

تفکر ساعۃٍ خیر من عبادہ سنۃ و فی روایۃ من عبادۃ ستین سنۃ (ترمذی)

''ایک لمحہ کا غور وفکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے''۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:

من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیقل خیراً او یسکت۔ (ترمذی)

''جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ خیر بات کہے یا خاموش رہے''۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لیتنی کنت اخرس الا عن ذکر اللہ

''کاش میں گونگا ہوتا بجز اللہ تعالیٰ کے ذکر کے''۔

محدثین کرام فرماتے ہیں:

کیف یتصور أن یتکلم بما لا یعنی و فی شانہ نزل، وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی۔ (ترمذی)

''یہ کیونکر ممکن ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت کے بغیر کلام فرمائیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں فرمایا ہے''۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے۔

یفتح الکلام ویختمہ باسم اللہ ویتکلم بجوامع الکلم۔ (ترمذی)

آپ اپنے کلام کو بسم اللہ سے شروع کرتے اور الحمد للہ پر ختم کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام جوامع الکلم ہوتا۔ جوامع الکلم کا معنی ہے وہ کلام جس کے الفاظ تھوڑے ہوں اور معانی بہت۔ یوں تو جامع الکلم بے شمار ہیں مگر ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ نے پچاس جمع کئے ہیں اور ان کی مفصل شرح لکھی ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے جمع الوسائل شرح شمائل میں چالیس جوامع الکلم جمع کئے ہیں۔ صاحب ذوق حضرات ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

کلامہ فصل ولا فضول ولا تقصیر (ترمذی)

''آپ کے کلام میں کلمات الگ الگ اور دوسرے سے ممتاز ہوتے تھے۔ نہ اس میں فضولیات ہوتے اور نہ کوتاہیاں''۔

اذا أشار أشار بکفہ کلھا واذا تعجب قلبھا واذا تحدث اتصل بھا وضرب براحتہ الیمنی بطن ابھامہ الیسری۔ (ترمذی)

''جب آپ کسی وجہ سے کسی جانب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ کی ہتھیلی سے اشارہ فرماتے اس کی وجہ یہ تھی کہ انگلیوں سے اشارہ کرنا تواضع کے خلاف ہے۔ اس لئے آپ پورے ہاتھ کی ہتھیلی سے، اشارہ فرماتے جب کسی بات پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو الٹ دیتے تھے اور جب بات کرتے تو ہاتھ کو ملا لیتے تھے۔ کبھی گفتگو کے ساتھ ہاتھوں کو بھی حرکت دیتے تھے اور کبھی داہنی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے اندرونی حصہ پر مارتے''۔

گردن مبارک

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء میں نقل کیا ہے۔

کان صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس عنقاً (ترمذی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک بہت حسین تھی:

حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو نبی آخر الزماں احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ اور حلیہ مبارک بتایا۔ اس میں باقی اوصاف کے علاوہ آپ کی گردن مبارک کا یوں وصف بیان فرمایا:

کأن عنقه ابریق فضةً (ترمذی)

"گویا آپ کی گردن مبارک چاندی سے ڈھلی صراحی ہے"۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کأن عنقه جید دمية فی صفاء الفضة (ترمذی)

"آپ کی گردن مبارک موزوں ومتناسب اور حسن وجمال کا مرقع تھی گویا یوں جیسے مورتی کی گردن جو چاندی کی صفائی سے خوبصورت ڈھالی گئی ہو"۔

حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف میں فرمایا آپ کی گردن مبارک بلند تھی۔ یعنی اس میں قدرے درازی تھی جو علامت سرفرازی تھی۔ (الوفا)

عثمان بن عبدالملک روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت کی اور وہ جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ تھے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک صفائی اور سفیدی کے لحاظ سے چاندی کی صراحی کی مانند تھی۔ (الوفا)

حضرت شیخ المحدثین محمد عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان جید رسول الله صلی الله علیه وسلم ابیض کأنما صیغ من فضةٍ (شمائل)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن سفید تھی گویا چاندی سے ڈھالی گئی ہے"۔

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا

علی حبیبك خیر الخلق کلهم

مناکب مبارک

منکب عربی میں مونڈھے کو کہتے ہیں۔یعنی بازو اور شانہ کا محل اجتماع۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعيد ما بين المنكبين

''بعید کو بطور تصغیر بُعید بھی پڑھا گیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کندھوں میں مناسب فاصلہ تھا۔یعنی قدرے بعد اور دوری تھی۔ اس سے آپ کے سینہ مبارک کا چوڑا ہونا معلوم ہوتا ہے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب کبھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے مبارک ظاہر ہوجاتے تو كانما سبيكة فضة۔گویا چاندی سے ڈھلے ہیں۔

(ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مربوأ بعيد المنكبين

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کندھوں میں تناسب اور قدرے فاصلہ تھا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

مارأيت من ذی لمة فی حلةٍ حمراء احسن من رسول الله صلى الله عليه وسلم له شعر يضرب منكبيه بعيد ما بين المنكبين لم يكن بالقصير ولا بالطويل

میں نے گیسو دراز، سرخ جوڑے میں ملبوس کسی شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔آپ کے بال مبارک کندھوں کو مس کر رہے تھے۔آپ کے کندھوں کے مابین قدرے فاصلہ تھا۔اور آپ نہ دراز قامت تھے اور نہ پست۔(شمائل)

سینہ اور پیٹ مبارک

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم عريض الصدر بعيد مابين المنكبين ضخم انور المتجرد۔(ترمذی)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک کشادہ تھا۔آپ کے دونوں کندھوں کے مابین قدرے فصل تھا۔جوڑوں کی ہڈیاں قوی اور کلاں تھیں جو قوت اور طاقت کی دلیل ہیں۔بدن پر کپڑا نہ ہونے کی صورت میں جسم اقدس روشن اور چمکدار نظر آتا تھا۔یا وہ حصہ بدن جو کپڑوں سے باہر ہوتا ہے روشن اور چمکدار تھا اور وہ حصہ بدن جو کپڑوں میں ملبوس ہوتا ہے اس کی چمک اور روشنی کے کیا کہنے''۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اجود الناس صدرا۔(ترمذی)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ سخی دل والے تھے''۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ مہبط وحی سینہ اقدس کا وصف یوں بیان کرتے ہیں:

هو معتدل الخلق بادن متماسك سواء البطن والصدر، عريض الصدر (ترمذی)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ معتدل، متناسب اور پُر گوشت تھے اور بدن مبارک گھٹا ہوا تھا۔پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھا اور سینہ مبارک کشادہ تھا''۔

حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو پیٹ کی بڑائی اور توند نکلنے نے عیب دار نہیں کیا۔(الوفاء)۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میری نظر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن اقدس پر پڑی تو مجھے تہ بہ تہ رکھے ہوئے اوراق یاد آئے۔ ملائمت اور سفیدی کے لحاظ

سے۔(الوفا)

مخرش کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ سے رات کے وقت عمرہ کا احرام باندھا تھا تو میں نے آپ کی پیٹھ مبارک کو دیکھا گویا وہ چاندی پگھلا کر ڈھالی گئی ہے اور جب پشت اقدس کی سفیدی اور دلربائی کا یہ عالم ہے تو لامحالہ پیٹ مبارک کی بھی یہی کیفیت ہوگی۔ آپ کے سینہ مبارک کی جسمانی اور معنوی کیفیت تعبیر سے ماوراء ہے۔ یہ وہ سینۂ اقدس ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی صفات جلالیہ اور صفات جمالیہ کی تجلیات وانوار کے سمونے کی وسعتیں اور صلاحیتیں بوجہ اتم پائی جاتی ہیں قرآن حکیم نے صدر رسالت مآب کے انشراح کا یوں ذکر کیا ہے:

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ

''کیا ہم نے آپ کے لئے آپ کا صدر اقدس کشادہ نہیں کر دیا''۔

یہاں انشراح صدر معنوی اور حسی دونوں طرح مدلول اور مفہوم ہے۔ اگر انشراح صدر صرف معنوی مراد لیں اور جسمانی مراد نہ ہو تو ظرف اور مظروف کا تطابق متصور نہ ہوگا۔ یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ مظروف اپنے ظرف کے حدود کے مطابق ہوتا ہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شرح صدر کر کے اللہ تعالیٰ نے آپ کے صدر مبارک میں علوم و معارف کے سمندر اتار دیئے ہیں۔ اور لوازمات نبوت اور فرائض رسالت برداشت کرنے کا بڑا وسیع حوصلہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدر پاک (سینہ) میں جو علوم و معارف ارزاں فرمائے۔ انہیں عقل انسانی احاطہ نہیں کر سکتی''۔

اسے بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے یوں نظم فرمایا ہے:

فإن من جودك الدنيا وضرتها

ومن علومك علم اللوح والقلم

''دنیا و آخرت دونوں آپ کے جود و کرم کے خوان کرم ہیں اور لوح و قلم آپ کے علوم کا حصہ ہیں''۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس شعر کے دوسرے مصرعے کی اس طرح وضاحت کرتے ہیں۔ لوح و قلم کا علم آپ کے علم کے دفتر کی ایک سطر ہے اور آپ کے علم کے سمندروں کی ایک نہر ہے۔

مولانا عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ آپ کی ہمت عالی اور پیدائشی استعداد جن کمالات و مقامات تک پہنچنے کا تقاضا کرتی تھی قلب مبارک کو جسمانی ترکیب یا نفسانی تشویشناک کی وجہ سے ان پر فائز ہونا دشوار معلوم ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جب سینہ مبارک کو کھول دیا اور حوصلہ کشادہ کر دیا۔ وہ دشواریاں جاتی رہیں اور سب بوجھ ہلکا ہو گیا۔

(ماخوذ از ضیاء القرآن)

مسربہ مبارک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے ناف مبارک تک بالوں کی ایک لکیر خط مستقیم کی مانند تھی۔ اس بالوں کی مستقیم لکیر کو عرب مسربہ کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

رسول الله صلى الله عليه وسلم كان ذا مسربة

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے ناف مبارک تک بالوں کی ایک مستقیم لکیر تھی''۔

اور ان کی دوسری روایت میں ہے

طويل المسربة

''یعنی سینہ مبارک سے ناف مبارک تک بالوں کی ایک لمبی اور مستقیم دھاری تھی''۔

ان کی ایک روایت میں ہے:

اجرد ذومسربة

''یعنی آپ کے بدن مبارک پر معمول سے زائد بال نہیں تھے''۔

بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے بدن پر بال زیادہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر خاص خاص حصوں کے علاوہ جیسے بازو، پنڈلیاں وغیرہ ان کے علاوہ اور کہیں بال نہ تھے۔ آپ کے سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

انور المتجرد موصول ما بين اللبة والسرة بشعر يجرى كالخط عارى الثديين والبطن مما سوى ذلك اشعر الذراعين والمنكبين واعالى الصدر اور دوسری روایت میں دقیق

المسربة آیا ہے۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کا وہ حصہ جو کپڑے میں ملبوس نہیں ہوتا وہ چمکدار اور شفاف تھا یا وہ عضو جس پر بال نہیں تھے وہ چمکدار اور شفاف تھا۔ سینہ مبارک سے ناف مبارک تک بالوں کی متصل خط مستقیم کی طرح ایک باریک دھاری تھی۔ آپ کے دونوں پستان اور بطن مبارک مسربہ کے سوا بالوں سے خالی تھے''۔

حضرت ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ

له شعر من لبته الى سرته يجرى كالقضيب ليس فى بطنه ولا صدره شعر غيره

''آپ کے سینہ مبارک سے ناف مبارک تک چھڑی کی طرح بالوں کی ایک لکیر تھی۔ آپ کے بطن اور سینہ مبارک پر اس کے سوا بال نہ تھے۔ البتہ کہنیوں سے درمیانی انگلی تک دونوں شانوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصہ پر بال تھے''۔

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا
علی حبیبك خیر الخلق کلهم

ناف مبارک

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقطوع السرۃ یعنی ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسرورًا مختونًا (رواہ ابن عساکر)

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ناف بریدہ اور ختنہ شدہ پیدا ہوئے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسرورا ای مقطوع السرة

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسرور پیدا ہوئے یعنی ناف بریدہ"۔

حضرت شیخ محدث محمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بدانکہ جمہور اہل سیر برآنند کہ ان سرور صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ کردہ و ناف بریدہ متولد شد۔ از انس مرویست۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کرامتی علی ربی انی ولدت مختونًا، لم یر احد سوأتی واین اشارتست بحکمت تولد بریں وجہ وبعضے علماء ایں نیز گفتہ اند کہ تا ہیچ مخلوقی در تکمیل خلقت آن حضرت دخلی نداشتہ باشد و نیز تا عیبی بوے لاحق نشود

"جمہور اہل سیر اس بات کے قائل ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مختون اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں میری عزت و کرامت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مختون پیدا ہوا ہوں اور میری شرمگاہ کو کسی نے نہیں دیکھا۔ اسی حکمت کے پیش نظر آپ ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔ بعض علماء نے اس کی وجہ یہ بھی بیان کی ہے اس لئے کہ یہ نقص ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ختنہ

کردہ اور ناف بریدہ پیدا فرمایا تاکہ کوئی شخص آپ کی تکمیل خلقت میں شریک اور دخیل نہ ہو جائے اور نہ ہی کوئی عیب آپ سے منسوب ہو جبکہ آپ تمام عیوب اور نقائص سے پاک ہیں"۔

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

بغل مبارک

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ فی الدعاء حتی رایت بیاض ابطیہ (ترمذی)

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہاتھ اٹھائے دعا کر رہے تھے۔حتیٰ کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی کا مشاہدہ کیا''۔

اس پر حضرت علامہ طبری فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کی بیاض آپ کی خصوصیات میں سے ایک ہے۔یہ مشاہدہ ہے کہ دوسرے لوگوں کی بغل ان کے جسم کی رنگت سے مختلف ہوتی ہے۔اوراس میں سیاہی غالب ہوتی ہے۔اس کے برعکس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل مبارک کا رنگ سرخی مائل سفید تھا۔جو آپ کے بدن مبارک کے ہم رنگ تھا۔

حضرت عبداللہ بن اقرم الخزاعی فرماتے ہیں:

قد صلی معہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت انظر الی عفرۃ ابطیہ (ترمذی)

''اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔میں نے آپ کی بغل مبارک کی سفیدی کا مشاہدہ کیا''۔

آپ کی بغلوں میں بال ہونے یا نہ ہونے میں احادیث میں اختلاف ہے۔اگر بالوں کے اثبات والی حدیث کو تسلیم کیا جائے تو یہ سنت قائم کرنے کے لئے تھا۔اگر اس کے برعکس علامہ قرطبی کا قول لیا جائے کہ آپ کی بغلوں میں بال خلقۃً نہ تھے تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔

بنی عریش کے ایک شخص نے بیان کیا ہے:

ضمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسال علی من عرق ابطیہ مثل ریح المسک (رواہ البزار)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بغل گیر ہوئے تو آپ کی بغلوں کا پسینہ مبارک مجھے لگ گیا جس کی خوشبو مشک جیسی تھی''۔(مواہب)

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

ہڈیوں کے مفاصل

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان صلی اللہ علیہ وسلم ضخم الکرادیس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء کے مفاصل ضخیم تھے۔

دوسری روایت میں فرمایا:

جلیل المشاش والکتد

''بدن مبارک کے مفاصل یعنی کہنیاں، گھٹنے، کندھے اور شانے کی ہڈیاں موٹی تھیں''۔

مفاصل کا موٹا ہونا نجابت وعظمت کی علامت ہے اور قوت وتوانائی کی نشانی۔ یہ یاد رکھیں کہ اعضاء کے مفاصل موزونیت اور تناسب کے حامل تھے۔ ہر ایک عضو حسن اعتدال اور تناسب کا مرقع تھا۔

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

ختم نبوت اور پیٹھ مبارک

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظہر (پیٹھ) مبارک گویا چاندی سے ڈھالی گئی ہے۔ پیٹھ مبارک صاف، سفید اور ہموار تھی۔ آپ کے کتفین کے مابین گوشت کا ابھرا ہوا ٹکڑا تھا۔ جو رنگ، صفائی اور نورانیت میں جسم اقدس کی مانند تھا۔ اسے ختم النبوہ کہا جاتا ہے۔ سابق آسمانی کتب میں آپ کی یہ صفت بیان کی گئی ہے۔ تاکہ سمجھا جائے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہی آخر الزماں نبی ہیں جن کی بشارت اولین انبیاء اور رسل کرام نے دی ہے۔ ختم نبوت کی دلیل نبوت ہے۔ حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ پہلے آنے والے انبیاء کی مہر نبوت ان کے دائیں ہاتھ پر تھی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت ان کے کتفین کے مابین تھی۔

نبوت را توئی آں نامہ در مشت
کہ از تعظیم دارد مہر بر پشت

یعنی آپ کی نبوت کی دلیل یہ ہے کہ کتاب حکیم آپ کے ہاتھ میں ہے اور آپ کی عظمت کے لئے مہر نبوت آپ کی پشت پر ثبت ہے۔

احادیث میں ہے ختم نبوت سے نور کی شعاعیں نکلتی تھیں۔ ایک روایت میں ہے: عند ناغض کتفہ الیسری یعنی بائیں کتف کی غضروف کے نزدیک۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

نظرت الی الخاتم الذی بین کتفیہ فاذا ھوا مثل زر الحجلۃ

''میں نے مہر نبوت کی زیارت کی جو آپ کے کتفین کے مابین تھی اور اس کی شکل مسہری کی گھنڈیوں کی سی تھی''۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

رأیت الخاتم بین کتفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

غدة حمراء مثل بيضة الحمامة

’’میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کو آپ کے کتفین کے مابین پیٹھ مبارک پر دیکھا جو سرخ گوشت کا ٹکڑا تھا اور حجم میں کبوتر کے انڈے کی مقدار تھی‘‘۔

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم کی مہر نبوت کے بارے میں فرماتے ہیں:

کان فی ظهره بضعة ناشزة

’’آپ کی پشت مبارک میں ابھرا ہوا گوشت کا پارہ تھا‘‘۔

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اس وقت کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کے ہم نشین تھے۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک کی طرف آیا کہ مہر نبوت کی زیارت کروں تو آپ میرا مقصد سمجھ گئے تو آپ نے چادر مبارک پیٹھ پر سے نیچے سرکا دی۔

فرأيت موضع الخاتم على كتفيه مثل الجمع حولها خيلان كأنها ثآليل

’’تو میں نے خاتم نبوت کی جگہ کندھے مبارک کے قریب مٹھی کی مانند ابھرا ہوا گوشت دیکھا۔ جس کے ارد گرد تل تھے جو مسوں کی مانند تھے‘‘۔ (شمائل)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ ثالیل کے معنی مصابیح بھی ہوتے ہیں اس بنا پر معنی یہ ہوگا کہ مہر نبوت پر تل کے مانند گوشت پاروں سے چراغ کی سی روشنی برآمد ہوتی تھی۔

مبارک پنڈلیاں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساقین مبارک (پنڈلیاں) معتدل اور جسم اطہر کے تناسب سے موزوں تھیں۔ حضرت شیخ محدث محمد عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج میں لکھتے ہیں کہ

کان فی ساقیه حموشة

’’یعنی ہر دو ساق مبارک باریک تھے یعنی موٹی اور پر گوشت نہ تھیں بلکہ لطیف اور باریک تھے لیکن ان میں اعتدال اور تناسب تھا‘‘۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پنڈلیاں قدموں کی طرف سے انتہائی موزوں انداز میں پتلی اور لطیف تھیں اور اعتدال سے زیادہ موٹی نہ تھیں۔ (الوفا)

عبدالرحمٰن بن مالک بن جعشم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں ان کے بھائی سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتلایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریب سے دیکھا۔ جب آپ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ کی طرف جا رہے تھے۔ آپ اونٹنی پر سوار تھے اور پاؤں مبارک رکاب میں آسودہ تھے۔

فجعلت أنظر الى ساقيه كأنما جمارة

’’تو میں دیکھ رہا تھا کہ آپ کی پنڈلیاں مبارک اپنی سفیدی اور چمک دمک کی رو سے یوں معلوم ہو رہی تھیں جیسے کھجور کا خوشہ اپنے پردے سے ابھی باہر نکلا ہو‘‘۔

جمارہ وہ نرم وسفید خوشہ جو کھایا جاتا ہے۔ (الوفا)

ناف مبارک

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طویل الزندین رحب الراحتہ، شثن الکفین والقدمین، سائل الاطراف او کان شائل الاطراف (ترمذی)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک کلائیاں دراز تھیں اور کف دست مبارک فراخ اور کشادہ تھے۔ ہتھیلیاں مبارک اور قدم مبارک کے تلوے گداز اور پرگوشت تھے۔ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ دراز تھیں''۔

نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شثن الکفین والقدمین کے الفاظ میں توصیف فرمائی ہے۔ معنی مذکور ہے۔ ایک روایت میں بسط الکفین بمعنی کشادہ آیا ہے۔ ایک دوسری روایت میں سبط الکفین یعنی نرم کف دست ہے۔ نیز سخی آدمی کو کہتے ہیں۔ کہ وہ فراخ دست ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سخی اور جواد تھے۔

اہل لغت نے احادیث میں لفظ ششن الکفین کے غلیظ یعنی موٹا اور درشت کئے ہیں۔ محدثین کرام نے ششن کے معنی خشونت کرنے پر تنقید کی ہے۔ احادیث مبارکہ میں کف دست شریف کا وصف لین اور نرمی کے ساتھ کیا ہے۔ چنانچہ مستورد بن شداد کے والد فرماتے ہیں:

أتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخذت بیدہ فاذا ھی ألین من الحریر وابرد من الثلج (طبرانی)

''میں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں شرف حاضری پایا۔ میں نے دست کرامت مآب کو پکڑا میں نے محسوس کیا کہ وہ ریشم سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا''۔

بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے حضرت نازنین خلق صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیوں کو مس کرنے اور ہاتھ لگانے کا شرف حاصل ہوا۔ وہ اس قدر ملائم تھیں اور مجسم لطافت کہ میں نے کوئی خز اور ریشم ان سے زیادہ لطیف اور ملائم نہیں پایا۔ (الوفا) کہتے ہیں کہ جب ریشم کے ساتھ درشتی شامل ہوتی ہے تو اس میں نرمی اور قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام بدن نرم وگداز اور سطبر اور قوی تھا۔ جو درشتی اور نرمی کا حسین امتزاج تھا۔ اسی طرح آپ کے کف دستہا مبارک نرم اور پرگوشت تھے۔ مداحان سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت وبلاغت قابل تحسین ہے مدارج میں مذکور ہے کہ جب امام لغت عرب علامہ اصمعی نے ششن کا معنی خشن یعنی درشتی کیا تو انہیں کہا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف میں کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں کہ الین الکف یعنی نرم کف دست تھے۔ تو تم نے ششن کے معنی خشونت کس بنا پر کر دیئے۔ اس پر موصوف نے عہد کیا کہ آئندہ حدیث رسول کی تفسیر وتشریح ضبط واحتیاط سے کریں گے۔ حضرت اصمعی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ہمیشہ ملحوظ رکھتے تھے۔ ایک دفعہ آپ سے حدیث انہ لیغان علی قلبی کا مفہوم پوچھا گیا۔ آپ نے جواب دیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور قلب اور عین کے متعلق پوچھو تو بتاؤں گا۔ لیکن رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کے بارے میں دم مارنے کی مجال نہیں۔ حقیقت حال کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا حدیث میں وارد ہے:

سائل الاطراف او شائل الاطراف

''آپ کی انگلیاں دراز اور رواں تھیں اور شائل بمعنی سائل ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کی برکات وصفات اور معجزات اس قدر کثرت سے ہیں جنہیں احاطہ تحریر میں لانا بے حد مشکل ہے۔ لیکن چند برائے تبرک ہدیۂ ناظرین ہیں:

طبرانی میں ہے:

دخل صلى الله عليه وسلم على سعد بن ابى وقاص رضى الله تعالىٰ عنه بمكة يعوده وقد اشتكى قال فوضع يده على جبهتى فمسح وجهى وصدرى وبطنى فمازلت يخيل الى انى اجد برد يده على كبدى حتى الساعة

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبع پرسی کے لئے گئے جبکہ وہ بیمار تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست شفا میری پیشانی پر رکھا۔ پھر میرے چہرے، سینے اور پیٹ کو اپنے دست شفاء سے مس فرمایا تو مجھے شدت سے راحت محسوس ہوئی حتیٰ کہ آپ کے دست راحت آسا کی ٹھنڈک و برودت اب تک میں اپنے جگر میں محسوس کرتا ہوں''۔

عون بن ابی جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادیٔ ابطح کی طرف نکلے۔ ایک نیزہ بطور سترہ آپ کے سامنے گاڑھا گیا۔ آپ نے ان کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرمائی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد

فجعل الناس يأخذون يديه فيمسحون بها وجوههم قال فأخذت بيده فوضعتها على وجهى فاذا هى ابرد من الثلج واطيب رائحة من المسك (بخاری)

''صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کا دست کرم پکڑ کر اپنے اپنے چہروں پر ملنے لگے تو میں بھی حاضر خدمت ہوا اور دست کرم پکڑ کر اپنے چہرے پر ملا تو محسوس کیا کہ وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے اور کستوری سے زیادہ خوشبودار''۔ (الوفا)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رخسار پر دست شفقت پھیرا۔

فوجدت ليده برداً وريحًا كأنما أخرجه من جونة عطار (مسلم)

''تو میں نے دست شفقت کی برودت اور خوشبو اس قدر محسوس کی کہ گویا آپ کا معطر ہاتھ مبارک عطر دان سے برآمد ہوا ہے''۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لقد كنت أصافح رسول الله صلى الله عليه وسلم او يمس جلدى جلده فاتعرفه بعد فى يدى وأنه لأطيب رائحة من المسك

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کا شرف حاصل کرتا تھا یا میرا جسد آپ کے جسم اطہر سے مس ہوتا تھا تو تب سے میں اپنے ہاتھ میں خوشبو محسوس کرتا ہوں۔ جو مشک سے زیادہ خوشبودار ہوتی ہے''۔

ابن عساکر اور مدینی نے اپنی اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے:

ان اسيد ابن ابى اياس رضى الله تعالىٰ عنه مسح رسول الله صلى الله عليه وسلم وجهه والقى يده الى صدره فكان اسيد يدخل البيت المظلم فيضىء

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسید ابن ابی ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ اور سینے پر اپنا نورانی ہاتھ پھیرا تو ان کا چہرہ اور سینہ اس قدر روشن ہو گیا کہ جب تاریک گھر میں داخل ہوتے تو وہ گھر روشن ہو جاتا''۔ (خصائص)

حضرت ابو العلاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مسح رسول الله صلى الله عليه وسلم وجه قتادة ابن ملحان فكان بوجهه بريق حتى كان فى وجهه كما ينظر فى المرأة (شفا)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتادہ بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ پر اپنا نورانی ہاتھ پھیرا تو ان کے چہرے میں اس قدر نورانیت اور چمک پیدا ہو گئی کہ ان

کے چہرے کے مقابل اشیاء کا عکس اس طرح دیکھا جاتا تھا جس طرح آئینے میں اشیاء منعکس ہوتی ہیں''۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا حاکم مقرر فرمایا میں جانے لگا تو عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں ناتجربہ کار ہوں مقدمات کے فیصلے کیونکر کروں گا۔

فضرب رسول اللہ بیدہ فی صدری وقال اللھم اھد قلبہ و ثبت لسانہ، قال فوالذی فلق الحبۃ فما شککت فی قضاء بین الاثنین۔(ابن ماجہ)

'' آپ نے میری گزارش سن کر اپنا دست شفقت میرے سینے پر پھیرا اور دعا کی۔ اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت پر قائم رکھ اور اس کی زبان کو حق پر ثابت رکھ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قسم اس ذات کی جو دانے سے نباتات اگاتا ہے۔ یعنی خالق کائنات، اس کے بعد میں نے فریقین کے مابین مقدمات کے فیصلے کئے۔ جن میں ذرہ بھر غلطی نہیں ہوئی''۔

یہ وہ نورانی ہاتھ ہیں کہ کونین کی ساری نعمتیں ان ہی مبارک اور جودوسخا والے ہاتھوں سے بٹتی ہیں اور کائنات کی ساری برکتیں ان ہی بے مثل ہاتھوں کی مرہون منت ہیں۔

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

انگلیاں مبارک

شفاء قاضی عیاض میں روایت منقول ہے:

کان صلی اللہ علیہ وسلم طویل الاصابع و فی روایۃ شامل الاطراف اوسائل الاطراف

'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باکرامت انگلیاں تناسب کے ساتھ دراز تھیں''۔

ایک روایت میں ہے رواں انگلیاں تھیں۔ شامل الاطراف اور سائل الاطراف ہم معنی ہیں۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک دن میں نے سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے پ سے متعلق آپ کے بچپن میں ایک انوکھی بات دیکھی تھی۔ جو آپ کی نبوت کی روشن بل ہے اور میرے اسلام کی نعمت سے فیضیاب ہونے کی بڑی وجہ ہے اور وہ یہ ہے:

رأیتك فی المھد تناغی القمر وتشیر الیہ باصبعك فحیث اشرت الیہ مال۔ قال انی کنت احدثہ ویحدثنی یلھینی عن البکاء واسمع وجبتہ حین یسجد تحت العرش۔(بیہقی)

'' میں نے دیکھا کہ گہوارے میں لیٹے ہوئے چاند کے ساتھ گنگناتے اور اس سے ہم کلام بھی ہوتے اور جس طرف آپ انگلی مبارک سے اشارہ فرماتے چاند اس جانب مڑ جاتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس سے باتیں کرتا اور وہ مجھ سے۔ وہ مجھے رونے سے بہلاتا اور جب وہ عرش الٰہی کے نیچے سجدہ ریز ہوتا تو میں اس کے گرنے کی آواز سنتا تھا''۔

کھیلتے تھے چاند سے بچپن میں آقا اس لئے
یہ سراپا نور تھے وہ کھلونا نور کا

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں

کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن لایا گیا۔

فوضع یدہ فی الاناء فجعل الماء ینبع من بین اصابعه فتوضأ القوم قیل لانس کم کنتم قال ثلاثمائة

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منبع جود وسخا والا ہاتھ برتن میں رکھا تو آپ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے بہنے لگے۔ اس بے مثال پانی سے تمام خوش بخت ہم رکاب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے استفادہ کیا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا تم کتنے تھے؟ تو بتایا کہ تین سو"۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ اچانک پانی ختم ہوگیا۔ آپ نے بچا کھچا پانی منگوایا۔ تھوڑا سا پانی لایا گیا اور بڑے برتن میں ڈال دیا گیا۔ پھر آپ نے اپنا دست جود وکرم اس برتن میں رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں سے پانی جاری ہوگیا۔

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا

علی حبیبك خیر الخلق كلهم

ناخن مبارک

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قلم رسول الله صلی الله علیه وسلم اظفاره و قسم بین الناس

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ناخن مبارک کٹوائے اور موجود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں تقسیم فرما دیئے"۔

حضرت ابوجعفر الباقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یستحب ان یأخذ من اظفاره و شاربه یوم الجمعة

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے یوم اپنے ناخن اور شوارب کاٹنا مستحب گردانتے تھے"۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ زوال سے قبل جمعہ کے روز ناخن اور شوارب کاٹنا مسنون قرار دیتے ہیں۔

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا

علی حبیبك خیر الخلق كلهم

قدمین شریفین

حدیث میں ہے:

کان رسول اللہ ششن القدمین۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین پر گوشت تھے''۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منھوس العقب

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایڑی مبارک پر بہت کم گوشت تھا''۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

شثن الکفین والقدمین سائل الاطراف اوقال شائل الاطراف
خمصان الاخمصان مسیح القدمین ینبو عنھما الماء

''دونوں ہتھیلیاں اور قدم گداز اور پر گوشت تھے۔ ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ دراز تھیں۔ آپ کے تلوے قدرے گہرے تھے اور قدم کا ظاہر حصہ ہموار تھا کہ پانی ان کے صاف اور ملائم ہونے کی وجہ سے ان پر ٹھہرتا نہیں تھا فوراً ڈھل جاتا تھا''۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں بھی ششن الکفین والقدمین یعنی آپ کے ہاتھ اور قدم مبارک پر گوشت تھے۔

حضرت میمونہ بن کردم رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فما نسیت طول اصبع قدمیہ السبابة علی سائر اصابعه (احمد، طبرانی)

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا میں آپ کے قدمین کی تمام انگلیوں پر سبابہ کی درازی کو نہیں بھول سکتی''۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کانت خنصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رجله مظاهرة۔ (بیہقی)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کی چھوٹی انگلی نمایاں تھی''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

افه صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا وطی بقدمه وطئ بکلها لیس له اخمص۔ (بیہقی)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب زمین پر قدم رکھتے تو پورا پورا قدم رکھتے۔ قدم مبارک کے تلووں میں خلا نہیں ہوتا تھا''۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان نبی صلی اللہ علیہ وسلم لا اخمص له یطأ علی قدمه کلها (ابن عساکر)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے تلووں میں خلا نہیں تھا جب آپ قدم رکھتے تو پورا پورا رکھتے تھے''۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

خمصان الاخمصان مسیح القدمین (ترمذی)

''آپ کے قدموں کے تلوے قدرے گہرے تھے اور قدم مبارک کے اوپر کا حصہ ہموار تھا''۔

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الأخمص من القدم، الموضع الذی لا یلصق بالارض منها عند الوطاء

''خمص قدم کی وہ جگہ ہے جو قدم رکھتے وقت زمین پر نہ لگے''۔

مزید کہتے ہیں:

والخمصان البالغ امة الی ان ذلك الموضع من اسفل قدمه
شديد التجافی عن الارض

''بلیغ خمصان یہ ہے کہ قدم کے تلوے میں اتنی گہرائی ہو کہ وہ زمین پر رکھے جانے کے وقت شدید خلا ظاہر کرے''۔

ابن العربی نے یوں معنی لکھا ہے:

اذا کان خمص الاخمص بقدر لا یرتفع جدا ولم یستو اسفل القدم جدا فهو احسن مایکون اذا استوی او ارتفع جدا فهو ذم فیکون بمعنی ان اخمصه معتدل الخمص۔(مواہب)

''جب تلووں کا خلا اس قدر ہو کہ نہ زیادہ بلند ہو اور نہ قدم کے تلوے زیادہ برابر ہوں تو یہ حسین ترین صورت ہے اور جب قدم کے تلوے زیادہ مساوی ہوں یا تلوے کا خلا زیادہ ہو تو پھر یہ صورت مذموم شمار ہوتی ہے۔ اس توضیح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخمص کی تعبیر اس طرح ہوگی کہ معتدل الخمص تھے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم احسن البشر قدمًا۔
(ابن سعد)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم بشریت میں حسین ترین قدم والے تھے''۔

عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے الوفا میں درج ذیل اشعار لکھے ہیں:

یا رب بالقدم التی اوطاتها
من قاب قوسین المحل الاعظما

''اے رب کریم صدقہ اس قدم اقدس کا جس سے تو نے پامال کرایا قاب قوسین کے محل اعظم اور ارفع کو''۔

بحرمة القدم التی جعلت بها
کتف بالولة البرسالة مسلما

''اور اس قدم اقدس کی حرمت و کرامت کا صدقہ جس کے طفیل مخلوق کے کندھے کو رسالت کے لئے زینہ بنایا گیا''۔

ثبت علی الصراط تکرمًا
قدمی وکن لی منقذا و مسلمًا

''از راہ کرم میرے قدموں کو صراط کی پشت پر ثابت رکھ اور عذاب جہنم سے بچنے والا اور صحیح سالم رکھنے والا بنا''۔

واجعلها ذخری ومن کانا له
امن العذاب ولایخاف جهنما

''اور دونوں کو میرے لئے ذخیرۂ آخرت بنا اور جس کو یہ دونوں وسیلے میسر آ گئے وہ عذاب سے بے خوف ہو گیا اور جہنم سے محفوظ''۔

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا
علی حبیبك خیر الخلق کلهم

رفتار مبارک

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مشی یتکفأ(ترمذی)

''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو آگے جھک کر چلتے''۔

التکفؤ المیل الی سنن المشی۔(ترمذی)

''التکفؤ کے معنی ہیں چلنے کی راہ میں جھکاؤ''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار میں عزم، ہیبت اور شجاعت کا عنصر نمایاں ہوتا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یتمائل الی قدام کالسفینۃ فی جریھا۔(ترمذی)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال مبارک میں آگے کی طرف جھکاؤ ہوتا تھا۔ جیسے کشتی کی چال میں آگے کی طرف جھکاؤ ہوتا ہے''۔

ایک روایت میں ہے:

یتوکأ ای یعتمد علی رجلیہ کاعتمادہ علی العصا ولم یکن مشیہ کالمختال۔(ترمذی)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدموں پر سہارا کر کے چلتے جس طرح عصا پر سہارا کیا جاتا ہے اور آپ کی چال مبارک متکبرانہ نہ ہوتی تھی''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گویا تیز رفتاری کے ساتھ لمبے لمبے ڈگ بھرتے چلے جاتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت جھک کر چلنے کی تھی۔ متکبرانہ رفتار، سینہ نکال کر نہیں چلتے تھے۔ مردانہ رفتار پاؤں زمین سے اٹھا کر نہیں چلتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اذا مشی صلی اللہ علیہ وسلم تکفأ تکفؤاً کأنما ینحط من

صبب۔ لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ۔(ترمذی)

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو آگے کی طرف جھک کر چلتے تھے۔ گویا ڈھلان سے نیچے اتر رہے ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ جیسا سبک رفتار اور حسین چال والا نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد میں۔ کیا خوب الفاظ کے پیکر میں ڈھالا ہے:

وہ عمامہ عربی اور وہ نیچا دامن
دلربانہ وہ رفتار وہ بے ساختہ پن

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اذا مشی تقلع کأنما ینحط من صبب واذا التفت التفت معًا

''جب آپ چلتے تو قدموں کو قوت سے اٹھاتے گویا ڈھلان سے پستی کی طرف اتر رہے ہیں۔ جب کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے بدن مبارک کے ساتھ توجہ فرماتے''۔

صرف گردن پھیر کر متوجہ نہ ہوتے کہ اس طرح لا پرواہی کا اظہار ہوتا ہے اور تکبر جھلکتا ہے۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اذا زال زال قلعًا یخطو تکفیًا ویمشی ھونا۔ ذریع المشیۃ اذا مشی کأنما ینحط من صبب واذا التفت التفت جمیعًا۔ خافض الطرف نظرہ الی الارض اکثر من نظرہ الی السماع جل نظرہ۔ الملاحظۃ یسوق اصحابہ ویبدأ من لقی بالسلام

''جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے اور آگے کی طرف جھک کر چلتے۔ زمین پر قدم آہستہ رکھتے تھے اور زور سے قدم نہیں رکھتے تھے۔ آپ تیز رفتاری سے چلتے اور قدم کشادہ رکھتے اور چھوٹے چھوٹے قدم نہیں رکھتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو ایسا لگتا گویا بلندی سے پستی کی طرف جا رہے ہیں۔ جب آپ کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے بدن کے ساتھ پھر کر متوجہ

ہوتے۔ آپ کی نظر مبارک نیچی رہتی تھی اور آسمان کی طرف کم اٹھتی تھی۔ آپ کی عادت مبارک عموماً گوشۂ چشم سے دیکھنے کی تھی یعنی شرم وحیاء کی وجہ سے پوری نگاہ بھر کر نہیں دیکھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی رفاقت میں ان سے پیچھے چلتے تھے۔ جس سے ملتے سلام کرنے میں ابتداء کرتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مارأيت شيئًا أحسن من رسول الله صلى الله عليه وسلم
كأن الشمس تجرى فى وجهه وما رايت احدا اسرع فى
مشيه من رسول الله صلى الله عليه وسلم كأنما الارض
تطوى له انا لنجهد انفسنا وانه لغير مكترث

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی شئے کو نہیں دیکھا۔ چمک اور تابانی چہرۂ اقدس میں اس قدر تھی گویا آفتاب آپ کے چہرے میں چل رہا ہے۔ میں نے آپ سے زیادہ تیز رفتار بھی کوئی نہیں دیکھا۔ گویا زمین آپ کے قدموں تلے لپٹتی جاتی ہے۔ ہم آپ کے ساتھ چلنے میں بمشکل ساتھ دے سکتے تھے۔ جب کہ آپ اپنی معمول کی چال سے چل رہے ہوتے"۔

حضرت یزید بن مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا مشى اسرع حتى
يهرول الرجل ورائه فلا يدركه

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تو تیز چلتے حتیٰ کہ آدمی آپ کا ساتھ دینے میں ہلکی دوڑ لگاتا تب بھی آپ کو پہنچ نہ پاتا۔ بعض مسانید میں ہے:

ان المشاة شكوا الى الرسول الله صلى الله عليه وسلم من
المشى فى حجة الوداع فقال استعينوا بالنسلان- وهو
العدو الخفيف الذى لا يزعج الماشى-

"حجۃ الوداع کے موقع پر کچھ پیدل چلنے والوں نے رفتار مبارک میں قدرے نرمی برتنے کی درخواست کی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نسلان کو بروئے کار لاؤ۔ نسلان ہرولہ سے کم ہلکی دوڑ کو کہتے ہیں جو چلنے والوں کو نہیں تھکاتی"۔

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا
علی حبیبك خیر الخلق كلهم

جسم اقدس کی خوشبو

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خلقۃً جسمانی پاکیزگی ونظافت، معطر پسینہ اور عنبر ومشک میں جسم اطہر جیسی خصوصیات سے نوازا ہے۔ یہ وہ خصوصیات ہیں جو آپ کے سوا کسی اور شئے اور انسان کو نصیب نہیں ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ما شممت عنبراً قط ولا شيئاً اطيب من ريح رسول الله صلى الله عليه وسلم

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو مبارک کو عنبر و مشک اور دوسری خوشبودار شئے سے زیادہ معطر پایا۔ خوشبو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر میں خلقۃً اور جبلۃً پائی جاتی تھی۔ کبھی آپ سے جدا نہ ہوتی اور یہ خوشبو دوسری خوشبوؤں سے منفرد اور ممتاز تھی"۔

ایک روایت میں ہے آپ خوشبو لگائیں یا نہ، مصافحہ کرنے والے سے ہاتھ مبارک ملائیں۔

فيظل يومه يجد ريحها

"تو وہ سارا دن اس دست مبارک کی خوشبو سے معطر رہتا"۔

ایک روایت میں ہے:

يضع يده على رأس الصبى فيعرف من بين الصبيان بريحها

"آپ کسی بچے کے سر پر ہاتھ مبارک پھیرتے تو وہ بچہ دوسروں سے دست شفقت کی خوشبو کی وجہ سے پہچانا جاتا"۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لم يكن النبى صلى الله عليه وسلم يمر فى الطريق فيتبعه احد الاعوف انه سلك من طيبه (تاریخ کبیر بخاری)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی راستے سے گزرتے تو راستے خوشبوئے نبوت سے مہک جاتے۔ تو آپ کی جستجو کرنے والا آپ کی ممتاز اور منفرد خوشبو سے معلوم کر لیتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس راہ سے گزر گئے ہیں"۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا مرفى طريق المدينة وجدوا منه رائحة۔ وقالوا مر رسول الله صلى الله عليه وسلم من هذا الطريق (ابویعلی)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں کسی راستے سے گزر جاتے تو وہ راستہ خوشبو سے مہک جاتا۔ تو لوگ کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس راہ کو شرف قدم بوسی بخشا ہے"۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اردفنى النبى صلى الله عليه وسلم بخلفه فالتقمت خاتم النبوة بفمى۔ فكان ينم على مسكاً

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے اپنی سواری پر بٹھایا۔ میں نے ختم النبوۃ کو بوسہ دیا تو اس سے مجھے مشک کی خوشبو محسوس ہوئی"۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رضاعت کے لئے لینے گئی،

فاذا به مدرج فى ثوب صوف ابيض من اللبن يفوح من المسك وتحته حريرة خضراء راقداً على قفاه يغط۔ فاشفقت ان اوقظه من نومه لحسنه وجماله۔ فدنوت منه

رویداً فوضعت یدی علی صدرہ۔ فتبسم ضاحکًا وفتح عینیه لینظر الّی، فخرج من عینه نور حتی دخل خلال السماء وأنا انظر، فقبلته بین عینیه واعطیته ثدی الایمن فاقبل علیه بما شاء من لبن فحولته الی الایسر فأبی وکانت تلك حاله بعد (مواہب)

”میں نے دود سے زیادہ سفید اونی کپڑے میں ملفوف بنی آدم کے سردار دریتیم بچے کو دیکھنے کا شرف پایا۔ آپ کے نیچے سبز ریشمی بستر تھا جو مشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔ آپ اپنی پیٹھ پر لیٹے ہوئے گہری نیند سو رہے تھے۔ میں آپ کے حسن و جمال کی بے پناہ تابانی سے اس قدر مرعوب تھی کہ آپ کو پرسکون نیند سے بیدار کرنے سے جھجکنے لگی۔ میں دھیرے دھیرے قدموں کی چاپ کئے بغیر آپ کی طرف بڑھی میں نے اپنا ہاتھ آپ کے سینہ مبارک پر رکھ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھلکھلا کر مسکرا دیئے۔ اپنی نورانی آنکھیں کھولیں اور مجھے دیکھنے لگے۔ آپ کی تابناک آنکھوں سے نور کی شعاعیں نکلیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے آسمان کی پنہائیوں میں پھیل گئیں اور میں یہ نورانی منظر دیکھتی رہ گئی۔ میں نے بے ساختہ آپ کی دونوں مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی کے قدسی کحل سے سرگیں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور اپنا دایاں پستان پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرف قبولیت بخشا۔ آپ نے حسب خواہش دودھ نوش فرمایا۔ پھر میں نے اپنا بایاں پستان پیش کیا تو آپ نے رد فرمایا۔ پھر یہی معمول رہا“۔ (مواہب)

عظیم محدث اسحاق بن راویہ فرماتے ہیں:

ان تلك کانت رائحةً بلا طیب صلی الله علیه وسلم

”آپ کے جسم اطہر سے آنے والی خوشبو خلقۃً بغیر خوشبو لگائے ہوتی تھی“۔

چھو آئی ہے تو شہ کون و مکاں کو　　　اے باد صبا اس لئے عنبر میں بسی ہے

”اب بھی طیبہ کے در و دیوار خوشبوئے نبوت سے معطر اور مشک بار ہیں۔ غلامان مصطفیٰ اپنی اپنی استعداد اور صلاحیت کے مطابق اپنے دل و دماغ کو اس سہانی خوشبو سے معطر کرتے رہتے ہیں“۔

حضرت شبلی سلیم وجدان عالم ہیں فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کی مٹی میں ایک خاص اور منفرد قسم کی خوشبو پائی جاتی ہے۔ ایسی خوشبو کسی عنبر و مشک میں نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ عجیب تربات ہے حقیقت میں یہ تعجب خیز نہیں کیونکہ وہ تو اس سے بھی بلند تر ہیں۔

درآں زمین کہ نسیمی و زد زطرہ دوست

چہ جائے دم زدن نافہائے تاتاریست

”جس زمین میں حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زلف عنبریں سے مشک میں بسی ہوئی نسیم چلتی ہے وہاں نافۂ تاتاری کو دم مارنے کی کیا مجال؟“۔

حضرت ابو عبداللہ عطار رحمۃ اللہ علیہ یوں نغمہ سنج ہیں:

بطیب رسول الله طاب نسیمها

فما المسك والکافور والصندل الرطب

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشک بار خوشبو سے مدینہ طیبہ کی فضائیں معطر ہو گئی ہیں۔ جس کا مقابلہ نہ مشک نہ کافور اور نہ تر و تازہ صندل کر سکتا ہے“۔

علامہ محمد شرف الدین البوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لا طیب یعدل تربا ضم اعظمه　　　طوبی لا منتشق منه وملتثم

”جس زمین کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اقدس مس ہوا ہے اس مبارک مٹی میں بسی ہوئی جسم اطہر کی خوشبو کی مثل کوئی خوشبو نہیں ہو سکتی۔ خوش بخت ہے وہ شخص جس نے خوشبوئے نبوت میں بسی ہوئی مٹی کو سونگھا ہے اور اپنے لبوں سے مٹی مبارک کو چوما ہے“۔

آئی ہے گلزار مدینہ کی طرف سے　　　ڈوبی ہے صبا عطر میں پھولوں میں بسی ہے

پسینہ مبارک

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

کان عرقه صلی الله علیه وسلم فی وجهه مثل اللؤلؤ اطیب من المسك الاذفر (ابونعیم)

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک چہرۂ انور پر یوں معلوم ہوتا جیسے لولوء آبدار اور خوشبو کے لحاظ سے وہ خالص کستوری سے زیادہ پاکیزہ اور مشک بار تھا"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے نبی اکرم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے اپنی بیٹی کی شادی کرنی ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ میری معاونت فرمادیں۔ اس وقت آپ کے پاس دینے کو کچھ نہ تھا۔ آپ نے ایک شیشی منگوائی اور اس میں اپنا پسینہ مبارک بھر دیا۔ ارشاد فرمایا بچی کو کہو کہ اسے بطور خوشبو استعمال کرے۔ چنانچہ وہ جب اسے بطور خوشبو استعمال کرتی تو تمام مدینہ طیبہ اس خوشبو سے مہک جاتا اور اہل مدینہ اس نورانی خوشبو سے محظوظ ہوتے۔ طابہ والوں نے اس گھر کا نام بیت المطیبین رکھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں قیلولہ فرمایا گرمی تھی آپ کو پسینہ آیا، انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا ایک شیشی لائیں اور اس میں آپ کا پسینہ مبارک جمع کرنے لگیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا تو ام سلیم سے دریافت کیا کہ اسے کیا کرو گی؟ عرض کیا: نجعله فی طیبنا وهو اطیب الطیب۔ ہم اسے اپنی خوشبوؤں میں ملا لیتی ہیں جو بہت ہی اعلیٰ قسم کی خوشبو بن جاتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک کے قطرات چمک دمک میں موتیوں کی مانند تھے اور خوشبو و مہک کے لحاظ سے کستوری کی مانند (الوفا)

فائدہ

بعض احادیث میں مذکور ہے کہ گلاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک سے پیدا ہوا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ شب معراج میرے پسینہ مبارک سے گل سفید (موتیا) اور گلاب جبریل علیہ السلام کے پسینہ سے پیدا ہوئے ہیں اور گل زرد براق کے پسینہ سے۔ نیز ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی واپسی پر میرے پسینہ کا ایک قطرہ زمین پر گرا تو اس سے گلاب پیدا ہوا۔ جو شخص میری خوشبو سونگھنا پسند کرے وہ گلاب کی خوشبو سونگھ لے۔ ایک روایت میں ہے کہ پسینہ مبارک کا قطرہ زمین پر گرا تو زمین ہنس پڑی اور اس سے گلاب پیدا ہوا۔

محدثین کرام ان احادیث میں اصطلاحی اختلاف رکھتے ہیں۔ مواہب لدنیہ میں نہروانی کا قول مذکور ہے۔ کہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ شرف نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و کرم کا ایک قطرہ ہے اور آپ کی بے کراں رفعت و تکریم کا اظہار ہے۔ محدثین کا احادیث کے فنی پہلو میں اختلاف ہے لیکن اس صورت کا وقوع بعید از امکان قرار نہیں دیتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ناممکن نہیں واللہ اعلم بالصواب۔

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبك خیر الخلق كلهم

فضلات طیبات

جو چیز جسم سے قضائے حاجت کے وقت خارج ہو اسے فضلہ کہتے ہیں۔ محدثین کرام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات طیبات کے بارے میں روایات نقل کی ہیں۔ جو چند درج ذیل ہیں:

انه صلی الله علیه وسلم کان اذا اراد ان یتغوط انشقت الارض فابتلعت غائطه وبوله وفاحت لذالك رائحة طیبة رسول الله صلی الله علیه وسلم

''جب قضائے حاجت کا ارادہ کرتے تو زمین پھٹ جاتی اور فضلہ طیبہ کو نگل جاتی اور اس جگہ سے خوشبو برآمد ہوتی''۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا:

یارسول اللہ! آپ جب بیت الخلاء جاتے ہیں تو آپ کے فضلات طیبات دیکھے نہیں جاتے۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ انبیاء کے فضلات طیبات کو زمین نگل جاتی ہے۔ اس لئے فضلات طیبات کی کوئی شی دیکھی نہیں جاتی۔ امت مسلمہ کے اہل علم حضرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات طیبات کی طہارت کے قائل ہیں۔ یہی اہل ایمان کا عقیدہ ہے۔

دار قطنی میں روایت ہے:

ان عبدالله بن زبیر رضی الله تعالی عنهما لما شرب دمه یفوح فمه مسکاً وبقیت رائحة موجودة فی فمه الی ان صلب رضی الله تعالی عنه

''جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فصد شدہ

خون مبارک نوش کر لیا تو ان کے منہ سے مشک کی سی خوشبو مہکنے لگی اور یہ مبارک خوشبو ان کے منہ سے ہمیشہ آتی رہی حتیٰ کہ ان کو سولی پر لٹکا دیا گیا''۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

قام رسول الله صلی الله علیه وسلم من اللیل الی فخارة فی جانب البیت فبال فیها۔ فقمت من اللیل وانا عطشانة فشربت مافیها وانا لا اشعر فلما اصبح النبی صلی الله علیه وسلم قال یا ام ایمن قومی فاهریقی ما فی تلك الفخارة فقلت قد والله شربت مافیها قالت فضحك رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی بدت نواجذه ثم قال أما والله لا ییجعن بطنك ابدا۔ (مواهب)

''ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے ایک گوشے میں تشریف لے گئے آپ نے ایک مٹی کے مخصوص برتن میں پیشاب کیا، فرماتی ہیں میں رات کو اٹھی جب کہ مجھے پیاس لگی ہوئی تھی میں نے بے خبری میں جو کچھ تھا پی لیا جب صبح ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اے ام ایمن جو کچھ اس برتن میں ہے اسے انڈیل دو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم واللہ جو کچھ اس برتن میں تھا میں نے پی لیا ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک چمک اٹھے۔ پھر فرمایا کہ واللہ کبھی تیرا پیٹ درد نہیں کرے گا''۔

مواہب لدنیہ میں علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

الاحادیث دلالته علی طهارت بوله ودمه صلی الله علیه وسلم

''ان احادیث کا مدلول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بول اور خون مبارک

طاہر ہیں"۔

عظیم محدث دار قطنی فرماتے ہیں کہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ مزید فرماتے ہیں:

ان القاضی حسینا قال الاصح القطع بطهارة الجمیع

علامہ قاضی حسین فرماتے ہیں صحیح ترین بات یہ ہے کہ آپ کے تمام فضلات طیبات طاہر اور طیب ہیں۔

علامہ بدرالدین عینی نے لکھا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات طیبات کی طہارت کے قائل ہیں۔ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قد تکاثرت الادلة علی طهارة فضلاته صلی الله علیه وسلم وعد الائمة ذلك فی خصائصه (فتح الباری)

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات طیبات کی طہارت پر کثرت سے دلائل موجود ہیں اور ائمہ امت نے اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں شمار کیا ہے"۔

بعض عمائدین فرماتے ہیں:

کان السرفی ذلك ما روی من صنیع الملکین حین غسلا جوفه۔ والله اعلم

"اس میں راز یہ تھا کہ یہ جو مروی ہے کہ دو فرشتوں کا مشہور عمل جو انہوں نے آپ کے پیٹ مبارک کو دھویا تھا۔ اس وجہ سے آپ کے فضلات طیبات طاہر ہیں۔ آپ کے جسم کا سب کچھ طاہر اور پاک ہے"۔

مولای صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبك خیر الخلق كلهم

ولادت کے وقت پاکیزگی اور خوشبو

احادیث میں موجود ہے:

کان النبی صلی الله علیه وسلم قد ولد مختونا ومقطوع السرة

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدائشی طور پر مختون اور ناف بریدہ تھے"۔

حضرت آمنہ طیبہ والدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں:

ولدته نظیفا مابه قذر

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے نظیف، شفاف اور تمام قذورات جو بچے کی ولادت کے وقت ہوتی ہیں، سے پاک جنم دیا"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

ولد صلی الله علیه وسلم معذورا ای مختوناً مسرورا۔ ای مقطوع السرة

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختون اور ناف بریدہ پیدا ہوئے"۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من کرامتی علی ربی انی ولدت مختونا ولم یر احد سوأتی

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب کی کرامت وعنایت مجھ پر یہ ہے کہ میں مختون پیدا ہوا اور کسی نے میری شرمگاہ کو نہیں دیکھا"۔

حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہے:

تواترت الاخبار أنه علیه السلام ولد مختوناً

"متواتر درجہ کی احادیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مختون پیدا

ہوئے''۔(مواہب)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسرورا مختوناً (ابن عساکر)

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ناف بریدہ اور ختنہ شدہ پیدا ہوئے''۔

حضرت محمد شرف الدین البوصیری رحمۃ اللہ علیہ زمزمہ سنج ہیں:

ابان مولدہ عن طیب عنصرہ یا طیب مبتدإ منہ و مختتم

ہوگئیں ظاہر ولادت سے سب ان کی خوبیاں
پاک ان کی ابتداء بھی پاک ان کا مختتم
(نظامی)

وقت زادن پاکی ذات شریفش شد پدید
پاک بودش مبتدا و پاک بودش مختتم
(جامی)

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا
علی حبیبك خیر الخلق كلهم

وفات کے بعد

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

غسلت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذھبت انظر مایکون من المیت فلم اجد شیئًا۔ فقلت طبت حیًا ومیتًا قال وسطعت منہ ریح طیبۃ لم نجد مثلھا قط

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا۔ میت میں جو چیزیں ظاہر ہوتی ہیں۔ میں نے وہ آپ میں دیکھنے کی کوشش کی مگر میں نے آپ میں میت والی کوئی شے نہ پائی۔ تب میں نے کہا:

طبت حیًا و میتًا

یعنی آپ بصورت حیات اور بصورت ممات پاکیزہ اور معطر ہیں''۔

فرماتے ہیں پھر آپ کے جسد اطہر سے مشک بار اور عطر بیز مہک نے ماحول کو خوشبودار بنادیا۔ ہم نے اس جیسی خوشبو کبھی نہ پائی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جبین مبارک کا بوسہ لیا تو کہا:

طبت حیًا و میتًا

''آپ بصورت حیات اور بصورت ممات پاکیزہ اور معطر ہیں''۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اوصانی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لایغسلہ غیری فانہ لایری احد عورتی الا طمست عینا

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی کہ میرے سوا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی دوسرا غسل نہ دے کہ کسی نے میری شرم گاہ نہیں دیکھی۔ جس نے دیکھی

بھی تو اس کی آنکھیں نور بصارت سے محروم ہوگئیں"۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد فرطِ غم میں دلفگار ہیں۔ فرماتی ہیں:

ما ذا علی من شم تربة احمد　　　ألا یشم مدی الزمان غوالیا

"جس نے ایک مرتبہ بھی خاک پائے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سونگھ لی ہے۔ کیا تعجب ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے"۔

صبت علی مصائب لو انها　　　صبت علی الایام صرن لیالیا

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں اگر یہ مصیبتیں دنوں پر ٹوٹتیں تو دن رات میں تبدیل ہو جاتے"۔

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا
علی حبیبك خیر الخلق کلهم

مدینہ طیبہ

چمکی تھی کبھی جو تیرے نقش پا سے
اب تک وہ زمین چاند ستاروں کی زمیں ہے
ہرگام تیرا ہم قدم گردش دوراں
ہر جادہ تیری راہ گزر خلد بریں ہے۔

(صوفی تبسم)

روضۂ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ شریف کی جالیوں پر کندہ نعتیہ اشعار ہدیۂ قارئین ہیں:

یا خیر من دفنت فی الترب اعظمه　　　فطاب من طیبهن القاع والاکم

"اے بہتر ان سب سے جن کے اجساد شریفہ خاک میں مدفون ہوئے ہیں اور ان کی خوشبو سے جنگل اور پہاڑ مہک گئے ہیں"۔

نفسی الفداء لقبر انت ساکنه　　　فیه العفاف وفیه الجود والکرم

"میری جان اس پاک قبر پر فدا جس میں آپ سکونت فرما ہیں۔ اس قبر شریف میں پرہیزگاری ہے اور اسی میں جود اور کرم ہے"۔

وأشم تربةً نفحت عبیرا　　　وانظر قبة ملئت ضیاء

"اور اس خاک کو چوموں جس سے مشک کی خوشبو پھیلتی ہے اور اس گنبد اخضر کو دیکھوں جو نور سے بھرا ہوا ہے"۔

دار یری نور الهدی متألقًا　　　یهدی البصائر من جمیع جهاتها

"یہ وہ پاک کاشانہ ہے جہاں ہدایت فروزاں ہے اور دل کی آنکھوں کو ہر سو روشنی ملتی ہے"۔

والروضة الفجاء یعبق نشرها　　　من جنة الفردوس عن نفحاتها

"اور وہ کشادہ ریاض الجنۃ جس کی عطر بیز ہوا جنت الفردوس کے جھونکوں سے سرشار رہتی ہے"۔

والحجرة الغراء بين ستورها　　امتى بن الاقمار فى هالاتها

"اور وہ انوار سے جگمگاتا ہوا حجرہ شریفہ جن پر پردے پڑے ہیں۔ ان چاندوں سے زیادہ روشن ہے جو اپنے ہالے کے اندر رہتے ہیں"۔

وترى مواقف جبريل بربعها　　ومهابط الاملاك فى حجراتها

"یہ وہ حجرہ مبارکہ کہ جس کے کسی گوشے میں حضرت جبریل کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے اور انہی حجروں میں فرشتوں کے نزول کی جگہیں ہیں"۔

منازل طيبةٌ الفيحاء عرفا　　منازه طيبة و ملاذ نائى

(ابن حجر)

"طیبہ کے وسیع مقامات جہاں خوشبوئیں ہیں۔ پاکیزگی کی پناہ گاہیں ہیں اور ہر بچھڑے مسافر کے لئے ٹھکانا ہیں"۔

مولای صل وسلم دائما ابدا
على حبيبك خير الخلق كلهم

مناجات

بہ حضور سید السادات ﷺ لحصول غدائق البرکات

هو الحبيب الذى ترجى شفاعته　　لكل هول من الاهوال مقتحم

"وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے حبیب ہیں کہ ہر خوف سے جس میں لوگ زبردستی داخل کردیئے جائیں یا جو بجبر لوگوں پر مسلط کردیا جائے۔ تو اس وقت ان کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے"۔

ماسامنى الدهر ضيماً واستجرت به　　الا ونلت جواراً منه لم يضم

"زمانہ نے مجھے کبھی تکلیف اور ضرر نہیں دیا جس حالت میں کہ آپ سے پناہ کا طالبگار رہا۔ مگر میں آپ سے ایسی پناہ کے حاصل کرنے پر فائز ہوا کہ جس کو کوئی طاقت مغلوب نہیں کرسکتی یعنی دائمی امداد ملی"۔

ولن يفوت الغنى منه يداً تربت　　ان الحيا تنبت الازهار فى الاكم

"آپ کی فیاضی کسی خاک آلودہ ہاتھ کو نہیں چھوڑتی کیونکہ بارش ٹیلوں پر بھی پھول کھلایا کرتی ہے"۔

يا اكرم الخلق ما لى من ألوذ به　　سواك عند حلول الحادث العمم

"اے تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ کریم! آپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے جس کی میں نزول قیامت کے وقت پناہ لوں"۔

لن يضيق رسول الله جاهك بى　　اذا الكريم تجلى باسم منتقم

"جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن منتقم کی صفت میں جلوہ گر ہوگا تو حضور (علیک الصلوٰۃ والسلام) کی شفاعت کرنے میں آپ کا مرتبہ علیا و شان اعلیٰ کم نہیں ہوسکتا"۔

تطلبت هل من ناصر او مساعد　　ألوذ به من خوف سوء العواقب

"میں بڑی کوشش سے بار بار ایسے مددگار یا معاون کی جستجو کرتا ہوں جس کے دامن رحمت میں مجھے برے نتائج کے خوف سے پناہ مل سکے اور امن نصیب ہو سکے"۔

فلست أری الا الحبیب محمداً　　رسول اله الخلق جم المناقب

"پس ایسا مددگار و معاون جو مصیبت میں دستگیری کرے مجھے کوئی نظر نہیں آتا بجز اپنے محبوب دلنواز کے جس کا اسم گرامی محمد ﷺ ہے۔ جو ساری مخلوق کے رب کے رسول ہیں اور جن کے محامد و محاسن بے شمار ہیں"۔

ومعتصم المکروب فی کل غمرة　　ومنتجع الغفران من کل تائب

"مجھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کوئی نظر نہیں آتا۔ جس کے دامن رحمت کو کوئی غمزدہ ہر مصیبت کے وقت پکڑ کر پناہ لے سکے اور ہر تائب حصول مغفرت کے لئے جس کی بارگاہ اقدس کا قصد کر سکے"۔

سأذکر حبی للحبیب محمد　　اذا وصف العشاق حب الحبائب

"جب دنیا کے دوسرے عشاق اپنے محبوبوں کی محبت کا بیان کریں گے تو میں فقط اپنی اس محبت کا ذکر کروں گا جو مجھے اپنے حبیب کریم سے ہے۔ جن کا نام نامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے"۔

وأذکر وجداً قد تقادم عهده　　حواه فوادی قبل کون الکواکب

"اور اس عشق کی وجد آفرین کیفیت کو یاد کروں گا۔ جس کا زمانہ بہت ہی قدیم ہے اور جس کو میرے دل نے ستاروں کی تخلیق سے پہلے اپنے اندر جمع کر لیا تھا"۔

اس شعر میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اعیان ثابتہ کا میلان اللہ تعالیٰ کی ذات واحد کی طرف زمانہ کی تخلیق سے بھی مقدم ہے اور اس سے مراد وہی عشق ہے جو آج اویسی سلسلے کے کاملین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان موجود ہے۔

وصلی علیك الله یا خیر خلقه　　ویا خیر مامول و یا خیر واهب

"اے اللہ کی ساری مخلوق سے برتر رسول! اے امیدوں کے بہترین ماویٰ! اور جود وکرم کے بہترین مرجع! آپ کو اللہ تعالیٰ کی بے شمار صلوٰۃ پہنچے"۔

یا خیر من یرجی لکشف رزیة　　ومن جوده قد فاق جود السحائب

"اے ان سب سے بہتر جن سے مصائب دور کرنے میں خیر کی امید کی جاتی ہے اور جس کا جود و کرم بادلوں کی موسلا دھار بارش سے بھی عظیم تر ہے"۔

وأشهد ان الله راحم خلقه　　وانك مفتاح لکنز المواهب

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحیم ہے نیز میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عطیات کے خزانوں کی کنجی ہیں"۔

وأنت شفیع یوم لا ذو شفاعة　　بمغنٍ کما اتنی سواد بن قارب

"یا رسول اللہ! آپ شفیع المذنبین ہیں۔ جب قیامت کے روز کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہوگا آپ اس روز شفاعت فرمائیں گے۔ جسے بارگاہ الٰہی میں شرف قبولیت ملے گا جس طرح سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی مدح وثنا بیان کی ہے"۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح نغمہ سنج ہیں:

فاشهد أن الله لا رب غیره　　وأنك مامون علی کل غائب

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں ہے اور آپ ہر قسم کے غیبوں کے امین ہیں"۔

وأنك ادنی المرسلین وسیلة　　الی الله یا ابن الاکرمین الا طائب

"اے کریم ابن کریم اور اے پاک لوگوں کے فرزند جلیل! تمام رسولوں سے آپ کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت قریب ہے"۔

فمرنا بما یاتیك یا خیر مرسل　　وان کان فیما جاء شیب الزوائب

"جو وحی آپ کے پاس آتی ہے آپ ہمیں اس کا حکم دیجئے۔ ہم حضور کے ارشاد کی
تعمیل کریں گے۔ تعمیل حکم میں ہمارے بال ہی کیوں نہ سفید ہو جائیں"۔

وکن لی شفیعًا یوم لا ذو شفاعة   سواك بمغن عن سواد بن قارب

"یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس روز سواد بن قارب کی شفاعت فرمائیں جبکہ
حضور کے بغیر کسی کی شفاعت کوئی فائدہ نہ دے گی"۔

حضرت سواد بن قارب عظیم المرتبت صحابی رسول ہیں۔ وہ اپنے اسلام لانے کا واقعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یوں بیان کرتے ہیں۔ اے امیر المؤمنین! میں دیار ہند میں تھا۔ ایک جن میرا تابع تھا۔ ایک رات میں سویا ہوا تھا۔ اس نے مجھے خواب میں کہا کہ میری بات غور سے سنو کہ قبیلہ لوئی بن غالب میں ایک نبی مبعوث ہوئے ہیں وہاں جا کر ان کے نورانی چہرہ کا دیدار کرو۔ اور ان پر ایمان لے آؤ۔ تین رات ایسا ہوتا رہا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ بات سچ ہے۔ میں اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے حلقے میں جلوہ گر ہیں۔ رخ انور کو دیکھتے ہی دل کی دنیا منور ہوگئی۔ میرے کچھ عرض کرنے سے پہلے آپ نے فرمایا:

مرحبا بك یاسواد بن قارب! قد علمنا ماجاء بك

"اے سواد! خوش آمدید جو تجھے لے آیا ہے ہم اس کو بھی جانتے ہیں"۔

میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے چند اشعار آپ کی مدحت میں عرض کئے ہیں۔ اجازت ہو تو پیش کروں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی۔ ابتداء میں خواب کا واقعہ بیان کیا۔ پھر محبت بھرے انداز میں ایمان کا اعلان کیا اس کے مدحیہ قصیدہ کے چند اشعار اوپر مذکور ہو چکے ہیں۔ عشق ومحبت ایمان ویقین سے لبریز یہ اشعار سن کر آپ ہنس دیئے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور مجھے فرمایا:

أفلحت یا سواد

"اے سواد! تو دونوں جہانوں میں کامیاب ہو گیا"۔

حلیہ شریف پڑھنے کے بعد مناجاتیہ اشعار پڑھیں بارگاہ رسالت میں حاضری وقرب کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤلف کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

تمت بالخیر

محمد حبیب اللہ اویسی
بستی اتیرا موضع طلبانی تحصیل لیاقت پور، ضلع رحیم یار خان
تاریخ 8 رمضان المبارک 1421ھ بمطابق 24 نومبر 2001ء

صاحبانِ ذوق و محبت اور اربابِ فکر و نظر

مژدۂ جانفزا

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر

حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے

بہار آفریں قلم سے نکلا ہوا لازوال شاہکار

درد و سوز اور تحقیق و آگہی سے معمور تصنیف

ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مکمل سیٹ سات جلدیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور، کراچی - پاکستان